Presented By: https://jafrilibrary.com

ذوات مقدسہ

(چہاردہ معصومین کی زندگی کا اجمالی تعارف)

Presented By: https://jafrilibrary.com

مؤلف

عالیجناب مولانا گلریز حیدر صاحب قبلہ

عالیجناب مولانا ریاض حیدر صاحب قبلہ

عالیجناب مولانا محمد عسکری صاحب قبلہ

نمائندگی: گروہ کنیزان امام زمانہ ع

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ذوات مقدسہ
(چہاردہ معصومین کی زندگی کا اجمالی تعارف)

عالیجناب مولانا گلریز حیدر صاحب قبلہ، مدرسہ مبارکہ مجتبیہ، قم، ایران

عالیجناب مولانا ریاض حیدر صاحب قبلہ
مدرسہ مبارکہ مجتبیہ، قم، ایران

عالیجناب مولانا محمد عسکری صاحب قبلہ، مدرسہ مرکز علمی تربیتی المصطفیٰ آشتیان، ایران

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	ذوات مقدسہ (چہاردہ معصوم کا اجمالی تعارف)
ترتیب و تنظیم	:	------------------
کمپوزنگ	:	ذوالفقار حیدر زلفی، مبارکپور
طباعت	:	باراوّل
تعداد اشاعت	:	--------
سال اشاعت	:	دسمبر سنہ ۲۰۲۲ء
قیمت	:	--------

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فہرست

شمارہ	ذوات مقدسہ (چہاردہ معصومین کی زندگی کا اجمالی تعارف)	صفحہ
۱	مقدمہ مؤلف	۶
۲	زندگانی حضرت محمد مصطفیٰؐ	۸
۳	زندگانی صدیقۂ طاہرہ حضرت فاطمہ زہراؑ	۱۶
۴	زندگانی حضرت علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام	۲۴
۵	زندگانی حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام	۳۲
۶	زندگانی حضرت امام حسین علیہ السلام	۴۱
۷	زندگانی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	۴۹
۸	زندگانی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام	۵۷
۹	زندگانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	۶۵
۱۰	زندگانی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام	۶۹
۱۱	زندگانی حضرت امام علی رضا علیہ السلام	۷۴
۱۲	زندگانی حضرت امام محمد تقی علیہ السلام	۷۸
۱۳	زندگانی حضرت امام علی نقی علیہ السلام	۸۲
۱۴	زندگانی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام	۹۱
۱۵	زندگانی حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف	۱۰۰

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مقدمہ مؤلف

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ مالک کائنات نے ہدایت بشر کا انتظام روزِ اوّل سے کیا ہے، اور تاریخ انسانیت میں کوئی دور ایسا نہیں گذرا جب اس نے کوئی ہادی اور راہبر مقرر نہ کیا ہو۔آغاز تخلیق میں بشر سے پہلے ابوالبشر کو راہنما بناکے پیدا کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ قدرت اس بات کو گوارہ نہیں کرسکتی کہ دنیا میں گمراہوں کا وجود رہے اور راہنما کا وجود نہ رہے، ہدایت حاصل کرنے والے رہیں اور ہدایت دینے والا نہ رہے، اس نے یہ طے کرلیا ہے کہ جب تک کائنات میں کوئی ایک ہدایت لینے والا رہے گا، ہدایت دینے والا ضرور رہے گا، چاہے وہ پردہ غیب ہی میں کیوں نہ رہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب اس نے آغاز کائنات میں یہ برداشت نہ کیا تو انجام میں کیسے برداشت کرے گا۔

لہٰذا خداوندعالم نے انسانیت کو گمراہی سے بچانے کے لئے آدم سے لے کر خاتم تک انبیاء کا سلسلہ قائم رکھا اور جب نبوت کو آخری مرحلہ پر پہنچا دیا تو حضور سرورکائنات نے حکم پروردگار سے غدیرخم کے میدان سوا لاکھ حاجیوں کے سامنے حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان کردیا اس کے بعد یکے بعد دیگرے ائمہ معصومینؑ منصب امامت پر فائض ہوتے رہے جو سب کے سب معصوم عن الخطا اور مفترض الطاعۃ ہیں۔

محمد وآل محمد علیہم السلام کی سیرت ایک جامع انسانیت اور اخلاق کی کتاب ہے جس میں کہیں شجاعت کے مظاہرات ہیں، کہیں علم کے، کہیں سخاوت کے کارنامے ہیں، کہیں ایثار کے، کہیں حکمت کے نمونہ ہیں تو کہیں علم ومعرفت کے۔ چونکہ ان حضرات حالات زمانہ یکساں نہیں تھے، بلکہ زمانہ کی کج رفتاری اور انقلابی چال سے ان کو مختلف حالات سے سابقہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پڑا اور ہر حالت کے اعتبار سے ان کو بہترین طرز عمل اختیار کرنا پڑا، اس لئے نوع انسانی کی بہتری کے لئے ان میں سے ہر فرد کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ لازم ہے کہ بغیر اس کے انسانیت کا کوئی گوشہ تشنۂ ہدایت رہ جاتا ہے۔

لہٰذا ان ذوات مقدسہ کی تاریخ حیات کا دریافت کرنا معرفت کے اعتبار سے عظیم ترین فریضہ ہے تو کردار سازی کے اعتبار سے اہم ترین وسیلہ۔ وہ انسان کسی طرح بھی دیانتدار نہیں کہا جاسکتا ہے جو اپنے پیشوا اور مقتدا کی تاریخ حیات یا اس کی سیرت کے نقوش وخطوط سے بے خبر ہو اور وہ انسان کسی عنوان سے بھی صاحب کردار نہیں بن سکتا ہے جس کے سامنے کردار کے نمونے اور سیرت کے آئیڈیل موجود نہ ہوں، اندھیرے میں سفر کرنے والا منزل رسا نہیں ہوتا اور اپنی پسند پر کردار کی عمارت کھڑی کرنے والا محبوب کردگار نہیں ہوسکتا ہے۔

لہٰذا پرودگار سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں علوم ومعارف آل محمد کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سیرت معصومینؑ پر چلنے اور اسی پر گامزن رہنے کی توفیق دے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للله رب العالمین

گلریز حیدر
متعلم: مدرسہ مبارکہ حجتیہ، قم، ایران

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسم گرامی : محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کنیت : ابوالقاسم

القاب : حبیب اللہ، خاتم المرسلین، مرسل اعظم وغیرہ

والد محترم : عبداللہ بن عبدالمطلب علیہما السلام

والدہ محترمہ: آمنہ بنت وہب علیہما السلام

تاریخ ومقام ولادت: ۱۷ر ربیع الاول سنہ ۱ عام الفیل، مکہ مکرمہ

بعثت : ۲۷ر رجب المرجب سنہ ۴۰ عام الفیل، غارِ حرا، مکہ

تاریخ وفات: ۲۷ر صفر المظفر سنہ ۱۱ ھ، مدینہ منورہ

کل عمر : ۶۳ سال، ۱۱ر ماہ ۱۱ر دن

مدفن : حجرۂ بیت، مدینہ منورہ

عام طور پر رسولؐ خدا کی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

۱۔ مکہ (ہجرت سے قبل) کی زندگی

۲۔ مدینہ (ہجرت کے بعد) کی زندگی

مکۂ مکرمہ میں گذاری ہوئی زندگی کو ''مکی زندگی'' اور مدینہ منورہ میں گذاری جانے والے زندگی کو ''مدنی زندگی'' کہا جاتا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ولادت

۵۷۰ء میں جب ابرہہ بادشاہ (حبشی) نے یہ طے کیا کہ خانۂ کعبہ کو گرا دیا جائے تا کہ اس کے بنائے ہوئے گھر کی پوجا کی جانے لگے، اور اس ارادہ سے ہاتھیوں کا زبردست لشکر لے کر مکہ کے باہر پڑاؤ ڈال کر حالات کا جائزہ لینے کے لئے رکا تو اس کے فوجیوں نے لڑائی کی چھیڑ چھاڑ کے لئے جناب عبدالمطلب کی بھیڑیں بھی پکڑ لیں۔

آپ ابرہہ کے پاس گئے اور اس سے اپنی بھیڑوں کو چھوڑنے کا مطالبہ کیا۔ اس نے کہا کہ آپ خانۂ کعبہ کے متولی ہیں اور میں نے سمجھا تھا کہ آپ کعبہ بچانے کی تدبیر کے لئے آئے ہیں مگر آپ تو اتنی چھوٹی سی بات لے کر آئیں ہیں۔

جناب عبدالمطلبؑ نے تاریخ ساز ایمانی جواب دیتے ہوئے ابرہہ سے فرمایا کہ بھیڑوں کا مالک میں ہوں لہٰذا انہیں بچانے کی فکر مجھے ہے اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے جو اسے بچا لے گا۔

جناب عبدالمطلبؑ کے اس ایمانی مظاہرے کے نتیجہ میں اللہ نے ابابیلوں کے لشکر کے ذریعہ جو اپنی منقاروں میں چھوٹے چھوٹے کنکڑ لئے ہوئے تھیں ابرہہ اور اس کے لشکر کو تباہ و برباد کر کے اس کی داستانِ عبرت قرآن کریم میں محفوظ کر دی۔

اس سال کو تاریخ میں "عام الفیل" (ہاتھیوں کے لشکر کی تباہی کا سال) کے نام سے جانا جاتا ہے اسی سال ۱۷ ربیع الاول کو حجاز کی سرزمین مکہ پر رسول اکرمؐ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلبؑ تھے جن کا انتقال حضورؐ کی ولادت سے چند ماہ قبل ہی ہو گیا تھا اور آپ کی والدہ جناب آمنہ بنت وہب تھیں جن کا سلسلۂ نسب جناب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہاشم سے ملتا ہے۔ یہ سب کے سب موحد اور دین حنیفِ اسلام پر تھے اور ان میں کسی نے بھی غیر خدا کے سامنے سجدہ نہیں کیا۔

پرورش

آپ ابھی تقریباً پانچ ہی برس کے تھے کہ آپ کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا اور اب آپ ماں باپ دونوں طرف سے یتیم ہو چکے تھے۔ کفالت کی ساری ذمہ داری دادا عبد المطلبؑ نے اٹھائی مگر دو برس بعد ہی وہ بھی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پھر آخری سانس تک آپ کی اور آپ کے دین کی ساری حفاظت کی ذمہ داری جناب ابو طالبؑ نے اٹھائی جس کا قرآن کریم نے یوں ذکر فرمایا کہ "أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ" (سورہ ضحیٰ آیت ۶) کیا میں نے تمہیں جب یتیم پایا تو پناہ نہیں دی؟

حلف الفضول میں شرکت

جب آپ کی عمر بیس سال کی تھی تو قریش میں حلف الفضول کا عہد نامہ ہوا اور بنی ہاشم کی دعوت پر زہرا اور تیمؔ کے قبیلہ عبداللہ بن عدنان کے مکان پر جمع ہو کر یہ عہد کیا کہ "ہم ہمیشہ مظلوم کا ساتھ دیں گے اور اس وقت تک چین نہ لیں گے جب تک مظلوم کی شکایت دور نہ ہو جائے اور ہم ایک دوسرے کی حق کوشی میں معاونت کریں گے۔ اس معاہدہ میں رسولؐ نے شرکت فرمائی یہاں تک کہ ظہور اسلام کے بعد سارے معاہدے توڑ دیئے گئے تب بھی آپ اس کے پابند تھے اور فرماتے تھے کہ آج بھی اگر کوئی مظلوم مجھے آواز دے تو میں اس کی آواز پر لبیک کہوں گا۔

شادی

۲۵ ربرس کی عمر میں جناب خدیجہؑ نے معنوی کمالات کی بنیاد پر رشتۂ عقد نکاح دیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور آپ نے جناب خدیجہ کے عمر میں بڑی (چالیس سال) ہونے کے باوجود، ان میں معنوی جوہر کی بنیاد پر شادی کر لی اور یہ طے کر دیا کہ شادی کا معیار حُسن و جمال نہیں بلکہ کردار و کمال ہے۔

جناب خدیجہؑ کی طرف سے ان کے چچا عمرو بن اسد نے اور رسولؐ کی جانب سے آپ کے چچا ابو طالبؑ نے خطبۂ عقد اور ایجاب و قبول کے مراسم ادا کئے۔

بعثت

۲۷ رجب ۴۰ھ عام الفیل جب آپ کی عمر چالیس برس کی تھی تو غارِ حرا میں آپ پر پہلی وحی ہوئی کہ اب آپ اپنی نبوت کو ظاہر فرما دیں اور سورہ علق کی ابتدائی آیات سے قرآن کے نزول کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور اب سال کا نام عام الفیل کے بجائے ''سن بعثت'' قرار پا گیا۔

دعوت ذوالعشیرہ

بعثت کے تیسرے سال میں اللہ کے حکم سے دعوتِ ذوالعشیرہ کا اہتمام کیا اور حضرت علیؑ کو دعوت کا انتظام کرنے کا حکم دیا اور قریش کے ممتاز افراد کو بلایا گیا اور مسلسل تین دن تک اپنی وزارت کی دعوت دیتے رہے لیکن علیؑ کے علاوہ کوئی نہ اٹھا۔ پیغمبرؐ نے علیؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ پس یہ میرا رفیق، میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے۔

پہلی ہجرت

رسولؐ نے قریش کے سامنے علانیہ بت پرستی کی مذمت اور خدا پرستی کی تبلیغ شروع کر دی قریش آپ کی ایذاء رسانی پر آمادہ ہو گئے مگر ابو طالبؑ جیسے محافظ کی وجہ سے آپ کو تکلیف نہ پہونچا سکتے تھے۔ لیکن ان غریب مسلمانوں کو بہت تکلیف پہنچانے لگے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جنہوں نے رسالت پیغمبرؐ پر ایمان قبول کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی ہدایت فرمائی اور جعفر بن ابی طالبؑ کی رہنمائی میں حبشہ ہجرت کی، جنہوں نے عیسائی بادشاہ کے دربار میں اسلامی تعلیمات کی بہترین ترجمانی کی، جس سے بادشاہ بہت متاثر ہوا اور اسلامی عظمت کا سکہ جم گیا اور مسلمانوں کو وہاں اطمینان وسکون کے ساتھ قیام کا موقع مل گیا۔

مدینہ کی طرف ہجرت

سن ۱۳ بعثت کو کفار دارالندوہ میں جمع ہو کر آپس میں مشورہ کیا اور یہ طے کیا کہ رات کے وقت آپ کے گھر کو گھیر کر قتل کر دیا جائے حضرت رسولؐ کو اس منصوبہ کی اطلاع پہنچ گئی اور آپ نے طے فرمالیا کہ آپ اپنے بستر پر علیؑ کو لٹا کر خود مخفی طریقہ سے زمین مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو جائیں، چنانچہ حضرت علیؑ نے اپنے کو خطرے میں ڈال کر رسولؐ کے بستر پر آرام کیا اور حضرت دشمنوں کی نگاہوں سے مخفی رہ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

جس کے نتیجہ میں نبیؐ کی جان بچ گئی اور علیؑ نے اپنا نفس بیچ کر مرضی خدا کا سودہ کر لیا، اس اہم واقعہ کو ہجرت کہتے ہیں اور اسی سے مسلمانوں میں ہجری تاریخ کی ابتداء ہوئی ہے جسے اب تک چودہ برس ہو گئے۔

جہاد

جب قریش کو معلوم ہوا کہ رسولؐ بخیر وخوبی مدینہ پہنچ گئے اور ان کا مذہب ہر روز ترقی کر رہا ہے تو وہ مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ مل کر اسلام کی بڑھتی ہو طاقت کو مٹانے کی کوشش کرنے لگے۔ جس کے نتیجہ میں حضرت محمدؐ کو مشرکین قریش اور یہودیوں کے ساتھ بہت سی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ بعض معرکوں میں آپ نے خود شرکت فرمائی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جسے "غزوہ" کہا جاتا ہے اور اس کی تعداد ۲۶ ہے۔ اور بعض میں دوسرے مسلمانوں کو سردار بنا کر بھیج دیا جسے "سریہ" کہا جاتا ہے جو ۳۶ ہے اور بعض نے ۲۸ بیان کیا ہے۔

بدر

سن ۲ ہجری میں مقام بدر پر اسلام و کفر کے درمیان پہلی جنگ "جنگ بدر" ہوئی اس میں ۳۱۳ مسلمانوں نے اور ۹۵۰ کفار نے شرکت کی، مسلمان نہتے تھے اور کفار اسلحوں سے لیس۔ لیکن اللہ نے مسلمانوں کی قوتِ ایمان کے سبب ہزاروں فرشتوں کے ذریعہ مدد کی اور مسلمان کامیاب ہوئے۔ اس جنگ میں ۷۰ کفار مارے گئے جن میں ۳۵ کو تنہا امام علیؑ نے قتل کیا اور باقی کے قتل میں بھی آپ معاون رہے (جس کا بدلہ وارث کفار مکہ یزید واقعہ کربلا کی شکل میں لیتا رہا)

اسی ۲ سنہ ھ میں قبلہ کی تبدیلی کا حکم آیا اور اسی میں ۱ ذی الحجہ کو رسولؐ کی اکلوتی بیٹی جناب فاطمہؑ کا رشتہ امام علیؑ سے ہوا۔

صلح حدیبیہ

ہجرت کے چھٹے سال حضورؐ نے خواب دیکھا کہ خانۂ کعبہ کا طواف فرما رہے ہیں اور اسے حکم الٰہی قرار دے کر (کیونکہ نبی کا خواب حکم خدا ہوتا ہے) آپ نے عمرہ کرنے کا اعلان فرما دیا مسلمانوں کے ایک گروہ کے ہمراہ حدیبیہ کے مقام پر آپ نے قیام کیا اور مکہ والوں سے کہلوایا کہ ہمارے آنے کا مقصد صرف عبادت عمرہ انجام دینا ہے لیکن کفار اس پر راضی نہ ہوئے اور حضورؐ نے حکم خدا سے کفار مکہ سے صلح کر لی جس کا صلح نامہ علیؑ نے تحریر فرمایا۔ صلح کے بعد حضورؐ نے قربانی کر کے بال منڈوائے اور لباس احرام اتار دیا اور مدینہ واپس آ گئے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فتح مکہ

۸ ؁ھ میں دو سال قبل انجام نہ پاسکنے والے اور صلح کر لینے کی وجہ سے مکہ کے باہر ہی سے لوٹ آنے والے عمرہ کو بجالانے کا حضورؐ نے ارادہ کیا، اسی لئے اس عمرہ کو ''عمرۃ القضاء'' کہا جاتا ہے حضور پوری شان و شوکت کے ساتھ مکہ گئے، کفار مکہ نے خوف سے کوئی مزاحمت نہیں کی اور حکم خدا سے ''فتح مکہ'' کا مرحلہ انجام پا گیا جس میں نہ کوئی خونریزی ہوئی اور نہ ہی کسی جنگ کی نوبت آئی۔

حجۃ الوداع

۱۰ ؁ھ میں حضورؐ نے حکم خدا سے حج کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو ساتھ چلنے کی دعوت دی مختلف علاقوں سے تقریباً سوا لاکھ لوگ جمع ہوئے اور حضورؐ نے اسلامی اتحاد و اتفاق، اسلامی تہذیب و معاشرت اور اسلامی متانت و سیاست کا سبق حج جیسی عظیم عبادت کے ذریعہ سے مسلمانوں کو دیا۔ تمام ارکان و مناسک کی ادائیگی کے بعد حضورؐ تمام لوگوں کو لے کر جب واپس ہو رہے تھے تو مقام غدیر پر ۱۸/ ذی الحجہ کو جبرئیل امین، اللہ کا پیغام لے کر آئے کہ ''اے رسولؐ! جو پیغام آپ کو دیا جا چکا ہے اسے پہونچا دو، اور اگر یہ نہ کیا تو گویا کوئی کارِ رسالت انجام ہی نہ دیا، اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا''۔

پیغام سنتے ہی حضورؐ نے قافلہ روکا، آگے جانے والوں کو واپس بلایا اور پیچھے والوں کا انتظار کیا اور جب سب جمع ہو گئے تو کجاوؤں (اونٹ پر بیٹھنے والی کرسی نما چیز) کا منبر تیار کروا کر اس پر تشریف لے گئے اور فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد علیؑ کو ہاتھوں سے بلند کر کے کہا ''اللہ میرا مولا و حاکم ہے اور میں مومنوں کا حاکم ہوں اور جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کے یہ علیؑ حاکم و مولا ہیں''

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لوگوں نے مبارکباد دی اور حضورؐ نے علیؑ سے بیعت کا حکم دیا جس پر سب نے علیؑ کی ولایت پر بیعت کی اور پھر قافلے اپنی اپنی راہوں پر روانہ ہو گئے۔ اسی لئے اس دن کو ''عید غدیر'' یا ''عید ولایت و امامت'' کا دن کہا جاتا ہے۔

وفات

۱۱ سنہ ھ حج سے واپس آنے کے بعد حضورؐ مسلسل بیمار رہنے لگے اور یہ بیماری بڑھتی ہی گئی۔ یہاں تک کہ ایک دن آپ نے موجود لوگوں سے کہا کہ ''قلم و دوات لاؤ، میں تمہارے لئے وہ لکھ دوں کہ جس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہونے پاؤ'' اس پر کچھ لوگوں نے حضورؐ کو برا بھلا کہا جو آپ کو بے انتہا ناگوار گذرا اور پھر اسی صدمہ میں بالآخر اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کے گھر میں انہیں کی آغوش میں سر رکھے ہوئے ۲۸ صفر المظفر کو آپ نے دارِ فانی کو وداع کہا اور قیامت تک کے لئے دنیا نبوت و رسالت کے وجود پر فیض سے محروم ہو گئی۔

۔۔۔۔۔۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔۔۔۔۔۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی صدیقۂ طاہرہ حضرت فاطمہ زہراؑ

نامِ نامی : فاطمہ (صلوات اللہ وسلامہ علیہا)

کنیت : ام الائمہ

القاب : زہرا، راضیہ، مرضیہ، صدیقہ، طاہرہ، بتول، بضعۃ الرسول وغیرہ

والدِ محترم : حضرت محمد بن عبداللہ (علیہما السلام)

والدۂ محترمہ: خدیجہ بنت خویلد (علیہما السلام)

تاریخ ومقام ولادت: ۲۰/ جمادی الثانیہ سن ۵/ بعثت، مکہ مکرمہ

تاریخ ومقام شہادت: ۳/ جمادی الثانیہ سنہ ۱۱ ھ، مدینہ منورہ

قاتل (ملعون) : منافقین اسلام

کل عمر : ۱۸/ سال، ۱۱ ماہ، ۱۷ دن

مدفن : حجرۂ بیت یا جنت البقیع، مدینہ منورہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ولادت

۲۰ر جمادی الثانیہ سن ۵ ، بعثت تھی ، جب اللہ نے مرسلِ اعظمؐ کو اکلوتی بیٹی سے اس وقت نوازا جب جناب خدیجہؑ اس عمر کو پہنچ رہی تھیں کہ جہاں عورتیں ماں بننے کے قابل نہیں رہ جاتیں۔ اور ان کی یائسہ کی عمر ہو جانے کے سبب ہی کفارِ مکہ نے نبیِ کریمؐ کو طعنۂ ابتر (بے اولاد) دینا شروع کر دیا تھا کہ اب ان کے یہاں اولاد کا امکان ختم ہو چکا ہے اور اب ان کا مشن ان کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گا چنانچہ کفار کی عورتوں کو جونہی معلوم ہوا کہ خدیجہؑ ماں بننے والی ہیں انہوں نے ان کا بائیکاٹ کر دیا اور کوئی امداد کے لئے نہ آیا، تو قدرت نے اس کا انتظام یوں کیا کہ جنت سے جناب آسیہ، جناب مریم، جناب کلثوم خواہر حضرت موسیٰؑ جیسی مقدس خواتین کو خدمت کے لئے بھیج دیا، اور بچی کے پیدا ہوتے ہی اسے آپ جنت سے غسل دیا اور جنت سے لائے ہوئے کپڑے میں لپیٹا۔ بچی کا نام اشارۃ الٰہیہ سے "فاطمہؑ" رکھا گیا تا کہ "اپنے چاہنے والوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر دیں۔

تربیت

جناب فاطمہؑ ابھی پانچ ہی برس کی تھیں کہ ۲۶ر رجب سن ۱۰ر بعثت کو اسلام کے مدافع اور رسول اسلام کے محافظ، جناب ابو طالب کا انتقال ہو گیا جس کا افسوس مرسل اعظمؐ کے ساتھ ساتھ بیٹی کو بھی ہوا۔

پھر چند ہی دنوں کے بعد ۱۰ر رمضان المبارک سن ۱۰ر بعثت کو ہمیشہ بیٹی کا خیال رکھنے والی ماں کا بھی انتقال ہو گیا۔ یہ مصیبت اللہ کے رسولؐ پر اتنی گراں تھی کہ حضور اکرمؐ نے اس سال کو "عام الحزن" قرار دیا۔

اتنی مختصر عمر میں ماں کی آغوشِ شفقت سے جدائی کے بعد آپ کا گہوارۂ تربیت

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

صرف باپ کا سایہ رحمت تھا۔ اور عورتوں میں علیؑ کی ماں فاطمہ بنت اسد یا آپ کی بہنیں ام ہانی وغیرہ یا پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب کی صحبت حاصل تھی۔

ہجرت

سیدہ عالمؑ کی عمر ابھی آٹھ برس کی تھی کہ کفار مکہ نے ایک شب رسولؐ کے قتل کا ارادہ کر کے آپ کے گھر کو گھیر لیا۔ اللہ نے اپنے رسولؐ کو کفار کے اس منصوبے سے آگاہ کر دیا اور جناب فاطمہؑ کو بھی گھر کے گھرے ہونے کا علم ہوگیا۔ مگر آپ انتہائی اطمینان سے رہیں اور کسی طرح کے اضطراب و بے چینی کا مظاہرہ نہ کیا۔

رسولؐ نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت علیؑ بن ابی طالب کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دے کر مخفی طور پر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ چند دنوں بعد خواتین بھی امام علیؑ کی سربراہی میں مدینہ ہجرت کر گئیں۔

شادی

مدینہ منورہ پہونچنے کے بعد ایک سال کے اندر فاطمہؑ کی عمر نو برس کی ہوگئی، شریعت اسلام میں یہ سن لڑکی کے بلوغ کا ہوتا ہے اور تاکید یہ ہے کہ اس کے بعد شادی میں دیر نہ کی جائے لہٰذا یکم ذی الحجہ ۲ سنہ ھ کو آپ کا عقد مولائے کائنات سے ہوا۔ جب کہ آپ کے فضائل و کمالات کا چرچہ سن کر تمام بڑے بڑے افراد نے آپ کے عقد کا پیغام دیا تھا اور وحی خدا نے سب کے پیغامات کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ نور کا رشتہ صرف نور سے ہوسکتا ہے۔

علیؑ کے پاس مال دنیا میں ایک تلوار، ایک رہوار اور ایک زرہ تھی تو زرہ کو ۵۰۰ درہم میں فروخت کر کے وہی رقم جناب سیدہؑ کا مہر قرار پائی۔ مہر کی رقم لے کر رسولؐ نے جہیز

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کا انتظام کیا جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جہیز لعنت نہیں ہے سنت ہے البتہ اس کا انتظام مہر کی رقم سے ہونا چاہئے اور ضروریاتِ زندگی کی حد تک محدود رہنا چاہئے۔ مہر سے زیادہ جہیز کا مطالبہ کرنا یا مہر ادا کئے بغیر جہیز مانگنا یقیناً ایک بدعت ہے جسے ظالمانہ حرکت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

خانہ داری

شادی کے دوسرے دن رسول اکرمؐ اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے اور داماد سے یہ سوال کیا کہ تم نے اپنی زوجہ کو کیا پایا ہے؟ تو حضرت علیؑ نے عرض کی کہ عبادت خدا میں بہترین مددگار۔ فاطمہ زہراؑ نے شادی کے بعد سے تمام گھر کا کام اپنے ہاتھ سے کرنا شروع کیا، جھاڑو دینا، کھانا پکانا، چرخہ چلانا چکی پیسنا اور بچوں کی تربیت کرنا۔ لیکن نہ تو کبھی تیوریوں پر بل آئے نہ اپنے شوہر سے کبھی اپنے لئے کسی مددگار یا خادمہ کے انتظام کی فرمائش کی۔ ایک مرتبہ اپنے پدر بزرگوار سے ایک کنیز عطا کرنے کی خواہش کی تو رسولؐ نے بجائے کنیز عطا کرنے کے وہ تسبیح تعلیم فرمائی جو تسبیح فاطمہ زہراؑ کے نام سے مشہور ہے، ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ الحمد اللہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ۔

فاطمہؑ اس تسبیح سے اتنی خوش ہوئیں کہ کنیز کی خواہش ترک کر دی۔ بعد میں رسولؐ نے بلا طلب ایک کنیز عطا فرمائی جو فضہؒ کے نام سے مشہور ہے۔ سیدہؑ، فضہ کے ساتھ ایک کنیز کا سا نہیں بلکہ برابر سے ایک رفیق جیسا برتاؤ کرتی تھیں۔

اسلام کی تعلیم میں صنف کے لحاظ سے تقسیم عمل ہے، اس تقسیم کار کو علیؑ اور فاطمہ نے مکمل طور پر دنیا کے سامنے پیش کر دیا، گھر سے باہر کے تمام کام، آب کشی کرنا، باغوں میں پانی دینا اور اپنی قوتِ بازو سے اہل وعیال کے اخراجات مہیا کرنا یہ علیؑ کے ذمہ تھا اور گھر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے اندر کے تمام کام حضرت فاطمہ زہراؑ انجام دیتی تھیں۔

پردہ

سیدہ عالمؑ نہ صرف اپنی سیرت سے بلکہ اقوال سے بھی خواتین کے لئے پردہ کی اہمیت پر بہت زور دیتی تھیں، آپ کا مکان مسجد رسولؐ سے بالکل متصل تھا لیکن آپ برقع و چادر میں یہاں ہو کر بھی اپنے والد کے پیچھے نماز جماعت میں یا موعظہ میں مسجد تشریف نہیں لائیں بلکہ اپنے فرزند امام حسنؑ سے جب وہ مسجد سے واپس جاتے تھے تو اکثر رسولؐ کے خطبہ کے مضامین سن لیا کرتی تھیں۔۔ایک مرتبہ پیغمبرؐ نے منبر پر یہ سوال پیش کر دیا کہ عورت کے لئے سب سے بہتر کیا چیز ہے؟ یہ بات سیدہؑ تک پہنچی تو آپ نے جواب دیا کہ عورت کے لئے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ نہ اس کی نظر کسی غیر مرد پر پڑے اور نہ کسی غیر مرد کی نظر اس پر پڑے۔ یہ سن کر نبیؐ نے فرمایا"کیوں نہ ہو، فاطمہؑ میرا ہی ایک جزو ہے۔

خدمتِ اسلام

جنگ احد میں علیؑ نے حفاظتِ رسولؐ میں سولہ گہرے زخم کھائے اور رسولؐ کا چہرہ بھی زخمی ہو گیا لیکن جناب سیدہؑ نے کسی خوف وہراس کا مظاہرہ کرنے کے بجائے باپ کی مرہم پٹی بھی کی، شوہر کا علاج بھی کیا اور ذوالفقار حیدر کی صفائی کا فرض بھی انجام دیا جب کہ احد کے حالات نے بڑے بڑے بہادروں کے دانت کھٹے کر دیئے تھے اور بہادران وقت نے فرار کا راستہ اختیار کرنے کو غنیمت سمجھا تھا۔

جنگ احزاب و خیبر میں علیؑ جان کی بازی لگاتے رہے لیکن کبھی بھی سیدہؑ نے باپ سے یہ نہیں کہا کہ اگر مرے شوہر شہید ہو گئے تو آپ کی بیٹی کا کیا ہو گا؟ مناسب یہ ہے کہ دوسرے اصحاب کو قربان گاہ میں بھیج دیں، بلکہ برابر اطمینان کا اظہار کیا اور فخر سے کہا کہ خدا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نے مجھے ایسا شوہر عطا کیا ہے جو راہِ خدا کا مجاہد اور اسلام کی خاطر جان قربان کر دینے والا ہے۔

مباہلہ کے میدان میں بھی اس اہتمام سے آئیں کہ آگے آگے رسولؐ خدا اور پیچھے علیؑ اور درمیان میں جناب فاطمہؑ تا کہ مکمل پردہ کے ساتھ ان کی مرکزی شخصیت بھی برقرار رہے۔

۱۰ھ میں باپ مرسل اعظمؐ اور شوہر امیر المومنینؑ کے ساتھ سفر حج پر تشریف لے گئیں اور واقعۂ غدیر کی نہ صرف عینی گواہ رہیں بلکہ عورتوں کے ساتھ بیعت بھی کی، اور بعد میں اس واقعہ سے آپ نے مختلف مقامات پر استدلال بھی کیا۔

وفاتِ رسولؐ

۱۱ھ میں ماہ صفر کی ۲۸ر صفر المظفر کو رسولؐ اکرم نے دنیا سے رحلت فرمائی اور اس وقت آپ کا سر سیدہؑ کی آغوش میں تھا، ملک الموت نے آواز دی، صدیقہ طاہرہ نے رسولؐ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ اجازت دے دو یہ ملک الموت کسی کے دروازے پر اجازت نہیں لیتا ہے۔ یہ صرف تمہارے در کا شرف ہے کہ بغیر اجازت نہیں آ رہا ہے۔

مصائب

بعد وفاتِ رسولؐ آپ کو سکون سے رونے نہ دیا گیا اس درخت کو کاٹ دیا گیا جس کے نیچے بیٹھ کر آپ گریہ کرتی تھیں۔ بیعت کے لئے دروازے پر ہجوم کیا اور گھر میں آگ تک لگا دی اور آپ کے اہل خانہ بالخصوص آپ کے شوہر کی گردن میں چادر کا پھندا ڈال کر کھینچتے ہوئے بیعت کے لئے لے گئے لیکن پھر بھی نہ آج شوہر سے اور نہ آئندہ بیٹے سے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بیعت لے سکے۔

جلتے ہوئے دروازے اور دیوار کے درمیان پیس دیا گیا جس سے شکم میں ہی جناب محسن کی شہادت واقع ہوگئی۔آپ کی میراث ''فدک'' غضب کر لی اور اس کے لئے جھوٹی حدیث گڑھ لی کہ نبیؐ کسی کو وارث نہیں بناتے جس کے جواب میں آپ نے خطبہ دیتے ہوئے قرآنی مثالیں پیش کیں۔

فدک کا ثبوت نامہ آپ کے ہاتھ سے چھین کر پھاڑ دیا گیا اور آپ کے دعویٰ اور گواہی کو قبول نہ کیا گیا۔

وصیتیں

جناب سیدہؑ نے وقتِ رخصت بھی پردہ کا اہتمام کیا اور اپنی چچی اسماء بنتِ عمیس سے فرمایا کہ مجھے جنازہ کے اٹھانے کا یہ دستور اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ عورت کی میت کو بھی تختہ پر اٹھایا جاتا ہے جس سے اس کا قد وقامت نظر آتا ہے۔

اسماء نے کہا میں نے ملک حبشہ میں ایک طریقہ جنازہ اٹھانے کا دیکھا ہے وہ غالباً آپ کو پسند ہوگا۔اس کے بعد انہوں نے تابوت کی ایک شکل بنا کر دکھائی اس پر سیدہؑ عالم بہت خوش ہوئیں۔ چنانچہ آپ نے وصیت فرمائی کہ آپ کو اسی طرح کے تابوت میں اٹھایا جائے۔مورخین تصریح کرتے ہیں کہ سب سے پہلی لاش جو تابوت میں اٹھی ہے وہ حضرت زہراؑ کی تھی۔آپ نے یہ بھی وصیت فرمائی کہ آپ کا جنازہ پردۂ شب میں اٹھایا جائے اور ان لوگوں کو اطلاع نہ دی جائے جنہوں نے آپ کو تکلیف پہونچائی اور جن سے انتہائی ناراضگی کے عالم میں آپ دنیا سے رخصت ہوئیں۔

وفات

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آخر سیدۂ عالم نے اپنے والد بزرگوار رسولؐ خدا کی وفات کے ۷۵ یا ۹۵ دن زندہ رہیں اور مرثیہ پڑھتی رہیں:

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ أَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَى الْأَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

ترجمہ

مجھ پر اتنی مصیبتیں ڈھائی گئیں کہ اگر وہ دنوں پر ڈھائی جاتیں تو دن، رات میں تبدیل ہو جاتے اور اسی غم میں ۱۳، جمادی الاول یا ۳ر جمادی الثانی ۱۱ سنہ ھ کو اس دارِفانی سے رخصت ہوگئیں۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ رات کی تاریکی میں اٹھایا گیا، حضرت علیؑ نے تجہیز و تکفین کا انتظام کیا۔ صرف بنی ہاشم اور سلمانؓ، مقدادؓ اور عمارؓ کے ساتھ نمازِ جنازہ ادا کی اور خاموشی کے ساتھ دفن کر دیا۔

آپ کے دفن کی اطلاع بھی عام طور سے لوگوں کو نہ ہوئی جس کی بنا پر یہ اختلاف رہ گیا کہ آپ جنت البقیع میں دفن ہیں یا اپنے ہی مکان میں جو بعد میں مسجد رسولؐ کا حصہ بن گیا۔ جنت البقیع میں جو آپ کا روضہ تھا وہ بھی باقی نہیں رہا بلکہ ۸ر شوال ۱۳۴۴ سنہ ھ کو ابن سعود نے دوسرے مقابر اہلبیت کے ساتھ اسے بھی منہدم کرا دیا۔

لعن الله قاتليك يا فاطمه الزهرا

❁❁❁

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی حضرت علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

نامِ نامی : علی (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کنیت : ابوالحسن، ابوالحسنین، ابوالائمہ

القاب : مرتضیٰ، امیرالمومنین، یعسوب الدین، کرم اللہ وجہہ، ابوتراب وغیرہ

والدمحترم : حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب (علیہما السلام)

والدۂ محترمہ: فاطمہ بنت اسد (علیہا السلام)

تاریخ ومقامِ ولادت: ۱۳؍رجب المرجب سن ۳۰؍عام الفیل، خانۂ کعبہ

اعلانِ ولایت: ۱۸؍ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ میدان غدیر (مکہ ومدینہ کے درمیان)

آغاز امامت: ۲۸؍صفر المظفر سنہ ۱۱ھ مدینہ منورہ

تاریخ ومقامِ شہادت: ۲۱؍رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ مسجد کوفہ، عراق

قاتل (ملعون) : عبدالرحمان ابن ملجم بحکم حاکم شام

کل عمر : ۶۳ سال، ۲ ماہ، ۸ دن

مدفن : نجف اشرف، عراق

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام ونسب

حضرت علیؑ، آلِ ابراہیم میں قریش کی نسل سے بنی ہاشم کے ممتاز گھرانے میں عبدالمطلب کے چشم و چراغ تھے صرف ایک واسطے سے آپ کا نسب رسولؐ خدا سے مل جاتا ہے۔ وہ محمدؐ ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب اور یہ علیؑ بن ابی طالب ابن عبدالمطلب ہیں۔ آپ کے والد ابوطالبؑ ہی نے رسولؐ اللہ کی پرورش کی تھی اور آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بھی ہاشمی ہی خاندان کی معزز خاتون تھیں جنہیں رسولؐ مثل اپنی ماں کے سمجھتے تھے۔

ولادت

ماہِ رجب کی تیرہویں تاریخ سن ۳۰ عام الفیل (جب رسولؐ خدا کی عمر تیس برس کی تھی) وہ مبارک تاریخ تھی جب خدائے لم یلد ولم یولد کے گھر خانہ کعبہ میں حضرت ابوطالب اور جناب فاطمہ بنت اسد کے یہاں چوتھے بیٹے کی ولادت باسعادت ہوئی، جس کے لئے یہ خدائی انتظام ہوا کہ جب جناب فاطمہ بنت اسد نے ولادت کی تکلیف کا احساس کیا تو گھر سے نکل کر خانۂ کعبہ تک آئیں اور شکم کو دیوارِ کعبہ سے مس کر کے کہا کہ ”اے خدا میں تجھ پر اور تیرے رسولوں پر اور تیری کتابوں پر ایمان رکھتی ہوں، میں اپنے جد ابراہیمؑ خلیل کی تصدیق کرنے والی ہوں، تجھے اس گھر، اس کے بانی اور اس مولود کا واسطہ جو میرے شکم میں ہے میری اس مشکل کو آسان کردے۔“

ابھی دعا تمام نہ ہونے پائی تھی کہ دروازۂ کعبہ کی پچھلی جانب میں ایک نیا در بن گیا اور اطمینان سے کعبہ کے اندر داخل ہوگئیں اور پھر دیوار بند ہوگئی اور جناب ابوطالب کے اس عظیم فرزند کی ولادت ہوئی۔

جناب فاطمہؑ تین دن خانہ کعبہ میں مقیم رہیں اور آخر میں باہر آئیں تو رسول اکرمؐ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

استقبال کے لئے آئے اور بچہ کو گود میں لیا تو بچہ نے آنکھیں کھول دیں فرمایا کہ "تو نے اپنی نگاہوں کے لئے میرا انتخاب کیا ہے اور میں نے اپنے علم کے لئے تیرا انتخاب کیا ہے"۔

بچہ نے رسولؐ کے چہرۂ انور کی زیارت کی اور کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا پڑھوں؟ حضورؐ نے اجازت دی اور بچے نے آسمانی کتابوں اور قرآن مجید کے سورہ مومنون کی تلاوت کی اور یہ طے کر دیا کہ الٰہی نمائندے دنیا میں آ کر علم نہیں لیتے بلکہ دنیا میں علم لے کر آتے ہیں۔

تربیت

تربیت کا کام خانہ کعبہ ہی سے رسول اکرمؐ نے سنبھال لیا تھا اور وہی خانۂ خدا سے آ کر لے گئے تھے اور مسلسل اپنے ساتھ رکھا اور اپنے کمالات کا مخزن و مصدر قرار دیتے رہے یہاں تک کہ اپنے شہر علم اور علیؑ کو اس کا دروازہ کہا۔ رسولؐ اللہ نے زبان چُسا کر پہلی غذا فراہم کی، حکمِ خدا سے بچے کا نام "علی" تجویز کیا اور اپنے ہمراہ نبوی تربیت فرمانے لگے۔ گھر میں جناب خدیجہؑ جس طرح اپنے بچوں کا خیال رکھتیں اسی طرح علیؑ کا بھی خیال رکھتیں۔ رسولؐ اللہ کی طرح علیؑ بھی عام بچوں سے مختلف تھے اور ایک دن میں ایک ہفتہ اور ایک ہفتہ میں ایک مہینہ اور ایک مہینے میں ایک سال کے برابر نشو و نما پاتے رہے۔

علی معیارِ شرافت

کفارِ مکہ میں ایک سانپ تھا جو بچہ پیدا ہوتے ہی لایا جاتا تھا، اگر وہ بچہ کو ڈس لیتا تھا تو یہ سمجھا جاتا کہ بچہ ناجائز ہے اور اگر چھوڑ دیتا تو وہ جائز الولادت ہونے کی علامت ہوتا تھا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

علیؑ ابھی گہوارے میں ہی تھے کہ وہ سانپ آیا اور آپ نے گہوارے ہی سے ہاتھ بڑھا کر اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور مکہ میں کہرام مچ گیا کہ اب ولادت کے صحیح یا غلط کا معیار کیسے طے ہوگا تو حضورؐ نے فرمایا کہ اب سے علیؑ کی محبت معیار ہے کہ جس میں علیؑ کی محبت ہوگی وہی طاہر الولادت ہوگا۔

امام علیؑ کی مکی زندگی

علیؑ ابھی دس ہی برس کے تھے کہ رسولؐ عملی طور پر پیغام الٰہی پہنچانے پر مامور ہوئے اسی کو بعثت کہتے ہیں، مردوں میں سب سے پہلے علیؑ نے اظہار ایمان فرمایا ورنہ وہ تو ولادت سے ہی باایمان تھے اور خواتین میں جناب خدیجہؑ کو سبقت اسلام کا شرف حاصل ہوا۔

اس کے تین برس بعد حضورؐ پر آیت ''انذار'' نازل ہوئی اور حضورؐ نے دعوتِ ذوالعشیرہ کا حکم دیا جس کا سارا انتظام علیؑ ہی نے کیا اور مسلسل تین دنوں تک آپ کی نصرت کا وعدہ کرتے رہے جس پر تیسرے دن حضورؐ نے انہیں اپنا بھائی، وصی، وزیر اور خلیفہ ہونے کا اعلان فرمایا۔

۱۷ر برس کے ہوئے تو مکہ والوں نے سوشل بائیکاٹ کر دیا جس پر حضورؐ کے دفاع میں شعب ابی طالبؑ میں زندگی کے سخت ترین ایام گذارے۔ ۲۰ر برس کے ہوئے تو ۱۰ر بعثت ماہ رجب کے اواخر میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور علیؑ کے ساتھ گویا رسولؐ خدا اور اسلام بھی یتیم ہوگیا، کچھ دنوں بعد ماہ رمضان کی دس تاریخ کو ماں کی طرح شفقت دینے والی جناب خدیجہؑ بھی دنیا سے رخصت ہوگئیں اور رسولؐ کے ساتھ علیؑ بھی بے انتہا رنجیدہ ہوئے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہجرت

۱۳ سنہ بعثت جب علیؑ ۲۳/ برس کے تھے کہ ایک شب رسولؐ نے بلا کر بتایا کہ کفار نے میرے قتل کا منصوبہ بنایا ہے لہٰذا تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میں ہجرت کر جاؤں۔ صرف اتنا پوچھ کر کہ کیا میرے لیٹنے سے آپ کی جان بچ جائے گی، اطمینان کی نیند سو گئے اور خدا نے اپنی مرضی کے بدلے ان کا نفس خرید لیا۔

اس طرح نبیؐ کی جان بھی بچ گئی اور نفس خدا کا سودا بھی ہو گیا۔ پھر تین دنوں بعد علیؑ مکہ والوں کی امانتیں دے کر فواطم (فاطمہؑ بنت اسد، فاطمہؑ بنت زبیر اور فاطمہ بنت محمد) کو ہمراہ لے کر مدینہ کی جانب ہجرت کر گئے۔

امام علیؑ کی مدینہ میں خدمات

امام علیؑ مدینہ میں بھی ہمیشہ نبی کریمؐ کے سینہ سپر رہے اور اسلام اور رسولؐ اسلام کا دفاع کرتے رہے۔ سن ۲/ھ میں جنگ بدر کی فتح کا سبب بنے اور دامادیٔ رسولؐ کا شرف ملا ۳ سنہ ھ میں جنگ احد میں رسول اسلامؐ کی جان اور اسلام کی شوکت کا تحفظ کیا۔ ۵ سنہ ھ میں کل کفر کو قتل کر کے کل ایمان قرار پائے۔ ۶ سنہ ھ میں کاتب صلح ہوئے۔ ۷ سنہ ھ میں فاتح خیبر بنے۔ ۸ سنہ ھ میں فاتح مکہ اور بت شکن ہوئے ۹ سنہ میں سفیر رسولؐ بنے۔ ۲۵/ ذیقعدہ ۱۰ سنہ ھ کو رسول اکرمؐ حجۃ الوداع کے لئے روانہ ہوئے اور لاکھوں مسلمانوں نے آپ کے ساتھ حج کیا اور واپسی میں بحکم خدا مقام غدیر پر قافلہ کو روک کر علیؑ کی مولائیت کا اعلان کر دیا کہ ''جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ بھی مولا ہے'' جس پر تمام اصحاب نے بیعت کی اور عمر نے مبارکباد دی کہ آپ میرے اور تمام مسلمانوں کے مولا ہو گئے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

دیگر خدمات

امام علیؑ نے مختلف طرح سے اسلام و پیغمبر اسلام کی خدمات انجام دیں مثلا رسولؐ کی طرف سے عہدناموں کو لکھنا، خطوط تحریر کرنا، لکھے ہوئے اجزائے قرآن کے امانتدار بھی آپ تھے، یمن کی جانب تبلیغ اسلام کے لئے پیغمبرؐ نے آپ کو روانہ کیا جس کا اثر یہ تھا کہ ایک دن میں سارا یمن مسلمان ہوگیا۔ جب سورہ برأت نازل ہوا تو اس کی تبلیغ کے لئے بحکم خدا آپ ہی مقرر ہوئے اور آپ نے جا کر مشرکین کو سورہ برأت کی آیتیں سنائیں۔ اس کے علاوہ رسولؐ کی ہر خدمت انجام دینے پر تیار رہتے تھے، یہاں تک کہ یہ بھی دیکھا گیا کہ رسولؐ کی جوتیاں اپنے ہاتھ سے سی رہے ہیں اور علیؑ اسے باعثِ فخر سمجھتے تھے۔

وفات رسولؐ و فاطمہؑ

۲۸ رصفر المظفر ۱۱ سنہ ھ میں وفات پیغمبرؐ پر تجہیز و تکفین و تدفین کے سارے فرائض انجام دئے جبکہ بقول ابوالفداء حضرت ابوبکر و عمر شریک بھی نہیں ہوئے اور سقیفہ سازی و الیکشن کی کاروائی میں مصروف رہے اور غدیری اعلان کو نظرانداز کرکے حضرت علیؑ کو ان کے واقعی حق سے محروم کر دیا جس کے بعد آپ خانہ نشین ہو گئے۔ وفاتِ رسولؐ کے ۷۵ یا ۹۵ دن بعد حضرت علیؑ کی شریک حیات حضرت فاطمہؑ نے انتقال فرمایا اور وہ اس عالم میں دنیا سے رخصت ہوئیں کہ حکومتی سازش کی بنا پر باپ کے ترکہ (فدک) سے محروم ہو چکی تھیں، پہلو شکستہ ہو چکا تھا اور محسن شہید ہو چکے تھے، حضرت علیؑ نے اس سخت ترین مصیبت کا بھی نہایت درجہ صبر و شکیبائی سے مقابلہ کیا اور تلوار نہیں اٹھائی، صرف یہ کہہ کر خاموش ہو گئے کہ رسولؐ کے بعد زہراؑ کا فراق دلیل ہے کہ دنیا میں کسی دوست کے لئے بقا نہیں ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

امام علیؑ کی ظاہری خلافت

پچیس برس تک رسولؐ کے بعد علیؑ نے خانہ نشینی میں زندگی بسر کی، انہیں حالات میں دنیاوی خلافتیں بدلتی رہیں یہاں تک کہ اسلامی قوانین کی صریحی مخالفت پر مسلمانوں نے مدینہ پر یورش کر دی اور علیؑ کے نہ چاہتے ہوئے مدینہ میں خلیفہ عثمان کا قتل ہو گیا جسے عائشہ "نعثل یہودی" کہا کرتی تھی۔

۳۵ھ میں مسلمانوں نے خلافت اسلامی کا منصب علیؑ کے سامنے پیش کیا آپ نے پہلے انکار کیا۔ لیکن جب اصرار بڑھا تو اس شرط سے منظور کیا کہ میں بالکل قرآن و سنت پیغمبرؐ کے مطابق حکومت کروں گا اور کسی رعایت سے کام نہ لوں گا۔ مسلمانوں نے اس شرط کو منظور کیا اور آپ نے خلافت کی ذمہ داری قبول کی۔

عدالت پسندی اور اس کے نتائج

اس حکومت سازی کی دعوت میں بعض لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم علیؑ کو حکومت دلائیں گے تو علیؑ جواب میں ہمیں بھی کوئی گورنری یا بڑا عہدہ ضرور دے دیں گے۔ لیکن امیرالمومنینؑ نے حکم قرآن اور سنتِ پیغمبرؐ کے احیا پر بیعت لی تھی اور اس کے مطابق ایسے لوگوں کو کوئی عہدہ دینا خلافِ شریعت تھا جو دین و شریعت کی پاسداری کے بجائے اس کی مخالفت اور اپنے عہدوں کا ناجائز فائدہ اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہوں، لہٰذا امام علیؑ نے انہیں کوئی بھی عہدہ دینے سے صاف انکار کر دیا جس پر وہ باغی ہو گئے اور مکہ مکرمہ جا کر یہ کہنے لگے کہ خلیفۂ مقتول کے قاتل علیؑ ہیں ام المومنینؑ عائشہ نے بھی دیکھا کہ علیؑ کا حاکم بننا اس بات کا لازم ہے کہ اب کبھی حکومت ان کے خاندان والوں میں نہ جا سکے گی، جس کے سبب وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور نتیجتاً ۳۵ھ میں جنگ جمل ہوئی جس میں ہزاروں لوگ قتل ہوئے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور اس شورش کے بہاؤ میں حاکمِ شام بھی اپنی مستقل حکومت کا اعلان کر کے اپنا تخت بچانا چاہتا تھا جس کی بنا پر ۳۶ھ میں جنگ صفین اور پھر جنگ نہروان کا مرحلہ پیش آیا، ان جنگوں میں چونکہ علیؑ کا لشکر فاتح رہا تھا اور دشمن دین ناکام ہوا تھا بنا بریں حریف کو مسلسل ناکامی کا احساس ہوتا رہا جس کے نتیجہ میں جنگیں تو ختم ہوگئیں مگر علیؑ سے عداوت و دشمنی اور زیادہ بڑھتی گئی۔

شہادت

ان مرحلوں کے بعد علی علیہ السلام کوفہ آگئے اور اسلامی قوانین کے نفاذ اور تبلیغ و ترویج اسلام کی فکر کرنے لگے لیکن دشمن ان سے بدلہ لینے کی فکر میں سرگرداں رہا جس کے نتیجہ میں حاکم شام نے عبدالرحمان ابن ملجم کو بہت ساری لالچ دے کر بھیجا جس نے صبح ۱۹ رماہ رمضان ۴۰ھ میں عین روزہ و نماز کی حالت میں علیؑ کے سرِ اقدس پر زہر میں بجھی ہوئی تلوار ماری جس کی تاب نہ لا کر آپ ۲۱ر رمضان ۴۰ھ کو شہید ہو گئے جس سے ارکان ہدایت منہدم ہو گئے اور دنیا تاجدار ولایت سے خالی ہوگئی۔

۔۔۔۔اللھم العن قتلۃ امیر المومنین۔۔۔۔

❁❁❁

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

نامِ نامی : حسن (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
کنیت : ابو محمد
القاب : سبط رسول، مجتبیٰ، ذکی، طیب وغیرہ
والد محترم : امام علی بن ابی طالب (علیہما السلام)
والدۂ محترمہ: فاطمہ بنت محمد (علیہما السلام)
تاریخ ومقام ولادت: ۱۵ر رمضان المبارک سنہ ۳ھ مدینہ منورہ
آغاز امامت: ۲۱ر رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ
تاریخ ومقام شہادت: ۲۸ر صفر المظفر سنہ ۵۰ھ مدینہ منورہ
قاتل : جعدہ بنت اشعث بہ سازش حاکم شام
کل عمر : ۴۶ سال، ۵ ماہ، ۱۳ دن
مدفن : قبرستان جنت البقیع، مدینہ منورہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ولادت

یکم ذی الحجہ ۲؁ھ کو مولائے کائنات کو عقد فاطمہ زہراؑ سے ہوا، اور اس کے تقریباً ۹½ ماہ بعد ۱۵؍رمضان المبارک ۳؁ھ میں امام حسنؑ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جس کے بارے میں جناب ام الفضل نے یہ خواب دیکھا تھا کہ رسول اکرمؐ کے جسم اقدس کا ایک ٹکڑا میری گود میں آگیا ہے اور سخت پریشان تھیں کہ رسولؐ نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ عنقریب میری بیٹی فاطمہ کے یہاں فرزند پیدا ہونے والا ہے اور اس کی تربیت کا شرف انہیں کو حاصل ہوگا۔

وجہ تسمیہ

ولادت کے موقع پر نام رکھنے کی رسم میں نہ حضرت علیؑ نے سبقت کی اور نہ حضرت زہرا نے، خود رسولؐ اکرم نے بھی وحی الٰہی کا انتظار کیا اور جبریل امین یہ پیغام الٰہی لے کر آئے کہ علیؑ بمنزلہ ہارون ہیں تو ان کے فرزند کا نام ہارون کے فرزند کے نام پر ''شبر'' رکھ دو یا عربی زبان کے اعتبار سے ''حسن'' اور اس طرح زہرا کے اس پہلے فرزند کا نام ''حسن'' طے ہو گیا اور یہ نام خزانۂ قدرت سے عطا کیا گیا تھا کہ اس سے پہلے یہ نام کسی کا نہ تھا۔

ولادت کے بعد پہلی غذا رسولؐ اکرم کی زبان مبارک سے حاصل کی جو بظاہر اثراتِ رسالت کے منتقل کرنے کا ایک ذریعہ تھی۔ عقیقہ کی رسم بھی رسولؐ اکرم نے ادا کی اور اس طرح اسلام میں اس مبارک رسم یا سنتِ رسولؐ کا آغاز ہوگیا۔

تربیت

حضرت امام حسنؑ کو تقریباً آٹھ برس اپنے نانا رسولؐ اللہ کے سایۂ عاطفت میں رہنے کا موقع ملا، آپ اپنے نواسے سے بے انتہا محبت فرماتے تھے مثلاً آپ کا ارشاد گرامی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہے کہ ''حسنؑ وحسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں۔'' ''دونوں گوشوارۂ عرش ہیں'' ''یہ دونوں میرے گلدستے ہیں'' ، ''یہ میرے دونوں بیٹے امام ہیں چاہے کھڑے ہوں چاہے بیٹھ جائیں۔

ایسی ہی بے شمار حدیثیں دونوں نواسوں کے لئے ارشاد فرمائی ہیں اور رسولؐ نے مختلف مقامات پر اپنے مشن کے کام میں امام حسن کو شریک کیا جس سے یہ ثابت ہوا کہ رسولؐ اپنے بعد حفاظتِ اسلام کی ذمہ داری کو اپنے ہی اہلبیتؑ کے سپرد کرنا چاہتے ہیں جیسے مباہلہ کے میدان میں امام حسنؑ اپنے نانا کے ساتھ ساتھ تھے ۲۸ صفر ۱۱ سنہ ھ کو نبی کی وفات ہوئی اور امام حسنؑ اس مسرت اور اطمینان کی زندگی سے محروم ہو گئے، کچھ دنوں کے بعد ماں کی وفات کا صدمہ بھی اٹھانا پڑا، اب حسنؑ کا گہوارہ تربیت صرف باپ کی ذات تھی۔ ۲۵ برس کی خانہ نشینی کے بعد جب علیؑ کو مسلمانوں نے خلیفۂ ظاہری کی حیثیت سے تسلیم کیا اور اس کے بعد جمل، صفین اور نہروان کی لڑائیاں ہوئیں تو ہر ایک جہاد میں امام حسنؑ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ ساتھ تھے بلکہ بعض موقعوں پر جنگ میں آپ نے کارِنمایاں بھی دکھلائے۔

فضائل وکمالات

بچپن میں ہی آپ کے مختلف کارنامے دیکھنے میں آئے اور آپ کے مختلف فضائل وکمالات کا اظہار ہوتا رہا:

(۱) آپ رسولؐ اکرم کے موعظہ کی ترجمانی صدیقۂ طاہرہ سے کرتے تھے اور ایک دن حضرت علیؑ بھی پس پردہ اس ترجمانی کے سننے میں شریک ہوئے تو امام حسنؑ کے بیان میں فرق آ گیا اور عرض کرنے لگے کہ مادر گرامی آج زبان میں وہ روانی نہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہے جو پہلے تھی ایسا لگتا ہے کہ کوئی سردار مجھے دیکھ رہا ہے۔

(۲) رسولؐ اکرم کے سامنے صدقہ کے خرمے رکھے تھے۔ امام حسنؑ کی نظر پڑ گئی تو رسولؐ نے فرمایا کہ ”بیٹا کیا تمہیں نہیں معلوم ہے کہ صدقہ ہم اہلبیت پر حرام ہے“، جس سے علامہ ابن حجر عقلانی نے یہ استنباط کیا ہے کہ امام حسنؑ آغوش مادر سے لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ واضح رہے کہ اس روایت میں خرمہ کے منھ میں رکھ لینے کا بھی ذکر ہے جو شان امامت کے لئے سازگار نہیں ہے۔

(۳) اسی مختصر سی عمر میں رسولؐ اکرم نے آپ کی سیادت و سرداری کا بھی اعلان کیا، آپ کو جوانان جنت کا سردار بھی قرار دیا، اور آپ کو لفظ امام سے بھی یاد کیا، اور آپ کو اپنا ایک جزء بھی قرار دیا۔

(۴) آپ جس طرح میدان مباہلہ میں سب سے آگے رکھے گئے تھے اسی طرح زیر کساء یمانی جمع ہونے والے افراد میں بھی آپ سب سے پہلے نانا کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جس کے بعد خدائے کریم نے اہلبیتؑ کی عصمت و طہارت کا اعلان فرمایا تھا۔

(۵) اسی زمانہ میں آپ نے حاکم وقت ابو بکر کو منبر پر دیکھ کر ٹوک دیا تھا اور فرمایا تھا کہ میرے باپ کے منبر سے اترو اور اپنے باپ کا منبر تلاش کر۔ اس طرح اپنے فرزند رسولؐ یا اپنے پدر بزرگوار کے صاحب منبر ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔

(۶) آپ رسولؐ اکرم کے کاندھے پر تھے کہ کسی صحابی نے مبارکباد دی کہ کیا اچھی سواری ہے؟ تو رسولؐ اکرم نے ٹوک کر فرمایا: یہ کہو کہ کیا اچھے سوار ہیں۔ اور اسی طرح صحابی پر یہ واضح کر دیا کہ اسلام میں سواری بن جانا شرف نہیں ہے بلکہ سوارِ دوش رسولؐ بن

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جانا شرف ہے۔

دو اعتراض

آپ کی زندگی میں دو مسائل کو اکثر زیر بحث لایا جاتا ہے اور انہیں کو طعن و تشنیع کا ذریعہ بنایا جاتا ہے ایک مسئلہ طلاق اور ایک مسئلہ صلح۔

طلاق

کہا جاتا ہے کہ آپ بہت زیادہ طلاق دیا کرتے تھے اور اس سلسلہ میں کثرت ازدواج کا افسانہ بھی تیار کیا گیا ہے

* ابن ابی الحدید نے علی بن عبداللہ المدائنی سے نقل کیا ہے کہ ازواج کی تعداد ۷۰ تھی جب کہ یہ روایت ضعیف اور غیر معتبر ہے۔
* شبلنجی نے نورالابصار میں ۹۰ کی تعداد بتائی ہے اور یہ روایت بھی مرسلہ ہے جس کی کوئی سند نہیں ہے۔
* مجلسیؒ اور ابن شہر آشوب نے قوت القلوب ابوطالب مکی کے حوالہ سے ۲۵۰ اور ۳۰۰ کی تعداد نقل کی ہے جب کہ یہ شخص بھی ضعیف تھا۔

اس سلسلہ میں روایات بہت کچھ وضع کی گئی ہیں، لیکن اس کا مختصر تجزیہ یہ ہے کہ اسلام میں بیک وقت چار سے زیادہ دائمی زوجہ کا امکان نہیں ہے اور پانچویں زوجہ کے لئے ایک کو طلاق دے کر تین ماہ زمانہ عدت کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اس طرح ایک سال میں بہت سے بہت بارہ شادیوں کا امکان ہوگا اور ۳۰۰ کا عدد پورا کرنے کے لئے ۲۵ سال کا زمانہ درکار ہوگا اور کم سے کم مہر فاطمی بھی طے کیا جائے تو ایک لاکھ پچاس ہزار درہم مہر ہوگا، نفقہ کے اخراجات الگ ہونگے۔ امام حسنؑ کی کل حیات ۴۷ سال ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۵ سال قبل بلوغ نکالنے کے بعد کل زمانہ ۳۲ سال ہوتا ہے جس میں سے ۳۵ سنہ ھ تک تو اہلبیتؑ انتہائی پریشانی کی زندگی گذار رہے تھے اور حکومت دوسرے کے قبضہ میں تھی۔علیؑ کا دورِ حکومت آتے ہی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوگیا اور ان کی شہادت کے فوراً بعد معاویہ سے صلح کی بنا پر پھر بیت المال ہاتھ سے نکل گیا۔آخر وہ ۲۵ سال کون سے تھے جن میں امام حسنؑ کے پاس ڈیڑھ لاکھ مہر دینے کے لئے تھے اور ۳۰۰ عورتوں کا خرچہ بھی چلا رہے تھے حقیقت امر یہ ہے کہ جھوٹ بولنے والے کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔

صلح

۲۱/رمضان ۴۰ سنہ ھ میں حضرت علیؑ کی شہادت ہوئی،اس وقت تمام مسلمانوں نے مل کر امام حسنؑ کی خلافت تسلیم کی اور ۴۰ ہزار افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی،اُدھر معاویہ کو اطلاع ملی کہ عراق کی حکومت پھر اولادِ علیؑ کی طرف جا رہی ہے تو فوراً ریشہ دوانیاں شروع کر دیں اور کوفہ پر حملہ کرنے کے لئے ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوگیا۔اور امام حسنؑ نے قیس بن سعد کی سرکردگی میں بارہ ہزار کا لشکر معاویہ کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے روانہ کر دیا۔معاویہ نے اپنی فطری مکاری سے کام لے کر قیس اور امام حسنؑ دونوں کے لشکر میں خبر نشر کر دی کہ معاویہ سے صلح ہوگئی ہے یعنی قیس کے لشکر میں خبر نشر ہوئی کہ امام حسنؑ نے صلح کر لی ہے اور قیس بلا سبب لڑ رہے ہیں،اور امام حسنؑ کے کیمپ میں یہ خبر نشر ہوئی کہ قیس نے صلح کر لی ہے اور امام حسنؑ بلا سبب جنگ کرنا چاہتے ہیں اور اس طرح لشکر میں پھوٹ پڑ گئی اور تحکیم کے موقع پر علیؑ کو دین سے خارج کہنے والوں نے امام حسنؑ پر بھی دین سے منحرف ہو جانے کا الزام لگا دیا اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ امام حسنؑ کے قدموں تلے سے مصلیٰ تک کھینچ لیا گیا اور آپ کو بے حد اذیت دی گئی،اور جب آپ مدائن جانے لگے تو آپ کو زخمی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بھی کر دیا گیا کہ آپ کو تادیر زیر علاج رہنا پڑا۔

معاویہ اپنی تمام تر مکاریوں کے باوجود بھی یہ سوچ رہا تھا کہ حسنؑ بن علیؑ کو جھکا لینا ممکن نہیں ہے اور ان کی موافقت کے بغیر اپنی حکومت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے صلح کا راستہ اختیار کیا اور بظاہر انتہائی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سادہ کاغذ بھیج دیا کہ ہم آپ کے شرائط پر صلح کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اب امام حسنؑ کے سامنے چند مسائل آگئے۔ صلح کا انکار کر دیں تو اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی ہوگی اور صلح پر آمادہ ہو جائیں تو لشکر میں مزید ہنگامہ ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ نے مسئلہ کو ساتھیوں کے سامنے رکھا کہ اب بھی جہاد کے لئے آمادہ ہو تو میں اتمام حجت کے لئے جہاد کرنے پر تیار ہوں۔ لیکن اگر تمہیں زندگی چاہئے تو میں کس کے ساتھ جہاد کروں گا۔

لشکر نے مکمل طور پر ''البقاء البقاء'' یعنی ہم زندگی چاہتے ہیں ہم زندگی چاہتے ہیں'' کا نعرہ لگایا، اور آپ نے دیکھ لیا کہ میرے بارے میں رسولؐ خدا نے جس صلح کا ذکر فرمایا ہے اس کا وقت آگیا ہے، چنانچہ آپ نے صلح کی منظوری دے دی اور حسب ذیل شرائط لکھ کر بھیج دیئے۔

شرائط

① یہ کہ معاویہ حکومتِ اسلام میں کتابِ خدا اور سنتِ رسولؐ پر عمل کریں گے۔

② دوسرے یہ کہ معاویہ کو اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد کرنے کا حق نہ ہوگا۔

③ یہ کہ شام و عراق و حجاز و یمن سب جگہ کے لوگوں کے لئے امان ہوگی۔

④ حضرت علیؑ کے اصحاب اور شیعہ جہاں بھی ہیں ان کے جان و مال اور ناموس و اولاد محفوظ رہیں گے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

⑤ معاویہ حسنؑ و حسینؑ اور خاندانِ رسولؐ میں سے کبھی کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے اور نہ ہلاک کرنے کی کوشش کرنے اور خفیہ طریقہ پر اور نہ اعلانیہ طور پر انہیں ڈرایا یا دھمکایا جائے۔

⑥ جناب امیرؑ کی شان میں کلماتِ ناز یبا جواب تک مسجد جامع اور قنوت نماز میں استعمال ہوتے رہے ہیں وہ ترک کر دیئے جائیں۔

آخری شرط کی منظوری میں معاویہ کو عذر ہوا تو یہ طے پایا کہ کم از کم جس موقع پر امام حسنؑ موجود ہوں اس موقع پر ایسا نہ کیا جائے۔ یہ معاہدہ ربیع الاول یا جمادی الاول سنہ ۴۱ھ کو عمل میں آیا۔

صلح کا فائدہ

صلح حسنؑ نے معاویہ کو مطلق العنان بادشاہ بنا دیا ہے تو اس بادشاہت کی وہی شکل ہے کہ ایک انسان کو ہاتھ پیر باندھ کر دریا میں ڈال دیا جائے کہ ۴/۱ زمین پر ساری دنیا کے بادشاہوں کی حکومت ہے اور ۳/۴ خطۂ ارض صرف آپ کا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا بادشاہ غرق تو ہوسکتا ہے حکومت نہیں کرسکتا ہے۔ امامؑ نے اسے پابند بھی بنا دیا اور اقرار جرم بھی لے لیا اس کا دوسرا اعظیم فائدہ یہ ہوا کہ محبانِ علی علیہ السلام کو فضائل علیؑ کے نشر کا موقع مل گیا اور جس طرح کل جمعہ کے خطبہ میں گالیاں دی جاتی تھیں اسی طرح گلدستہ اذان سے ولایت علیؑ کا اعلان شروع ہوگیا۔

صلح حسنؑ کا اشارہ یہ ہے کہ آلِ محمد کا ہدف اور مقصد دین الٰہی کا تحفظ ہے اس کے وسائل حالات کے اعتبار سے مختلف ہوسکتے ہیں یہ کام کوفہ میں حکومت لے کر ہوتا ہے اور صلح حسنؑ میں حکومت دے کر۔ بدر و احد میں یہ کام جان لے کر ہوتا ہے اور مسجد کوفہ میں جان

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

دے کر کربلا میں دونوں وسائل جمع ہو جاتے ہیں اور آلِ محمدؐ جس طرح بدر و احد میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم طاقت سے دبنے والے نہیں ہیں، اسی طرح صلح کی منزل میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم طاقت کے زور سے دبانے والے بھی نہیں ہیں۔

شہادت

امام حسنؑ اگر چہ صلح کے بعد مدینہ میں گوشہ نشین ہو گئے اور بے ضرر اور خاموش زندگی گذارنے لگے لیکن اس کے باوجود بھی معاویہ آپ کے درپئے آزار رہا اور متعدد بار آپ کو زہر دیا گیا لیکن قضا و قدر نے بچا لیا۔ یہاں تک کہ حاکم شام نے اشعث بن قیس کی بیٹی جعدہ کے ساتھ جو حضرت امام حسنؑ کی زوجیت میں تھی ساز باز کر کے ایک لاکھ درہم انعام اور اپنے بیٹے یزید کے ساتھ شادی کا وعدہ کیا اور اس کے ذریعہ سے حضرت حسنؑ کو زہر دلوایا۔ امامؑ کے کلیجے کے ٹکڑے ہو گئے اور حالت خراب ہوئی۔ آپ نے اپنے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام کو پاس بلایا اور وصیت کی کہ اگر ممکن ہو تو مجھے جد بزرگوار رسولؐ خدا کے جوار میں دفن کرنا لیکن اگر مزاحمت ہو تو ایک قطرہ خون نہ گرنے پائے، میرے جنازے کو واپس لے آنا اور جنت البقیع میں دفن کرنا۔

۲۸/صفر ۵۰ھ کو امام حسنؑ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حسینؑ حسبِ وصیت بھائی کا جنازہ روضۂ رسولؐ کی طرف لے گئے مگر عائشہ اور مروان وغیرہ نے مخالفت کی۔ نوبت یہ پہنچی کہ مخالف جماعت نے تیروں کی بارش کر دی اور متعدد تیر جنازۂ امام حسن علیہ السلام تک پہنچے، بنی ہاشم کے اشتعال کی کوئی انتہا نہ رہی مگر امام حسین علیہ السلام نے بھائی کی وصیت پر عمل کیا اور امام حسنؑ کا تابوت واپس لا کر جنت البقیع میں دفن کر دیا۔

❁❁❁

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی حضرت امام حسین علیہ السلام

نامِ نامی : حسین (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کنیت : ابوعبداللہ

القاب : سید، سبط اصغر، سید الشہداء وغیرہ

والدِ محترم : امام علی بن ابی طالب (علیہما السلام)

والدۂ محترمہ: فاطمہ بنت محمد (علیہما السلام)

تاریخ ومقامِ ولادت: ۳ رشعبان المعظم سنہ ۴ ھ مدینہ منورہ

آغازِ امامت: ۲۸ رصفر المظفر سنہ ۵۰ ھ

تاریخ ومقامِ شہادت: ۱۰ رمحرم الحرام سنہ ۶۱ ھ کربلائے معلیٰ

قاتل : شمر ذی الجوشن بحکم یزید بن معاویہ

کل عمر : ۵۶ سال، ۴ ماہ، ۶ دن

مدفن : کربلائے معلیٰ، عراق

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ولادت

۳ر شعبان ۴ھ پنجشنبہ کا دن تھا کہ خاندان رسالت اور بیت زہراؑ و علیؑ میں ایک مرتبہ پھر خوشی کی لہر تب دوڑی جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ اللہ نے فاطمہ زہراؑ کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ رسولؐ اسلام فوراً پہونچے اور بچے کو طلب کیا کسی نے کہا کہ اتنا انتظار کیجئے کہ بچے کو غسل دے کر پاک کر دیا جائے تو حضورؐ ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ میرا بیٹا پاک و پاکیزہ پیدا ہوا ہے اور آج ہی سے امامت کی عصمت وطہارت کا اعلان ہو گیا۔ مرسل اعظمؐ نے بچہ کو آغوش میں لیا، سینہ سے لگایا، داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی، اپنی زبان دے کر پہلی غذا فراہم فرمائی اور خود ہی عقیقہ کرایا کہ امام مختون پیدا ہوتے ہیں، بچہ کا نام رسولؐ خدا نے حکم خدا سے حسین علیہ السلام رکھا اور اسے اپنا بیٹا کہا۔

رسولؐ کا گریہ

بچہ کو ابھی گود میں لئے ہوئے پیار کر رہے تھے کہ جبرئیل نے آ کر بچے کی شہادت کی خبر دی جس پر اللہ کے رسولؐ نے گریہ کیا جس کے سبب ہر ایک نے گریہ کیا اور شہید پر رونے کی ایک اور دلیل فراہم ہوگئی کہ شہید راہِ خدا پر رونا۔ سنتِ رسولؐ ہے، بدعت نہیں ہے۔

ام سلمہ نے بیان کیا کہ ایک دن رسولؐ خدا میرے گھر اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کے سر مبارک کے بال بکھرے ہوئے تھے چہرے پر گرد پڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس پریشانی کو دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے، فرمایا مجھے ابھی ابھی جبرئیل عراق کے مقام کربلا لے گئے تھے، وہاں میں نے جائے قتل حسین علیہ السلام دیکھی ہے اور یہ مٹی لایا ہوں۔ اے ام سلمہ اسے اپنے پاس رکھو، جب یہ خون ہو جائے تو سمجھنا کہ میرا حسینؑ شہید ہو گیا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فضائل و کمالات

اگر حالت سجدہ میں پشت رسولؐ پر سوار ہو گئے تو حکمِ خدا سے سجدے کو تب تک طول دیتے رہے جب تک یہ خود سے اتر نہ گئے۔

* حالت خطبہ میں اگر ان کے دامن میں پیر الجھ گیا تو حضورؐ منبر سے خطبہ روک کر اتر آئے۔

* انہوں نے اگر سواری کا تقاضہ کر دیا تو حضورؐ ناقہ بن گئے اور اگر مہار مانگ لی تو زلفوں کو حوالے کر کے بتایا کہ اب رسالت اُدھر اُدھر جائے گی جدھر جدھر حسنین چاہیں گے۔

* رسولؐ نے فرمایا: حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں، پروردگار حسین علیہ السلام کے دوست کو دوست رکھتا ہے۔

* فرمایا: مجھے حسین علیہ السلام کے رونے سے تکلیف ہوتی ہے

* فرمایا: حسین علیہ السلام میرا پارۂ جگر ہے، جو اسے اور اس کی اولاد کو دوست رکھے اس کے لئے طوبیٰ ہے اور اس کے قاتل کے لئے جہنم۔

* فرمایا: میرا حسین علیہ السلام سرزمین طف پر شہید ہوگا اور یہ امت میرے بعد فتنہ میں مبتلا ہو جائے گی۔

رسولؐ کی وفات کے بعد

امام حسین علیہ السلام کی عمر ابھی چھ سال کی تھی جب انتہائی محبت کرنے والے نانا کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اب پچیس برس تک حضرت علیؑ کی خانہ نشینی کا دور رہے، سنہ ۳۵ ھ میں جب حسین علیہ السلام کی عمر ۳۱ سال کی تھی تو عام مسلمانوں نے علی علیہ السلام کو بحیثیت خلیفہ تسلیم کیا، یہ علیؑ کی زندگی کے آخری پانچ سال تھے جن میں جمل، صفین اور نہروان کی لڑائیاں ہوئیں اور امام

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حسینؑ اپنے بزرگ مرتبہ باپ کی نصرت وحمایت میں شریک رہے اور شجاعت کے جوہر بھی دکھائے۔

۴۰ سنہ ھ میں مسجد کوفہ میں ابن ملجم نے ضربت ماری جس کے اثر سے آپ کی شہادت ہوئی اور امامت وخلافت کی ساری ذمہ داری امام حسنؑ کے سپرد ہوئیں۔ حسینؑ نے ایک باوفا اور اطاعت شعار بھائی کی طرح حسنؑ کا ساتھ دیا اور جب امام حسنؑ نے اپنے شرائط کے ماتحت جن سے اسلامی مفاد محفوظ رہ سکے معاویہ کے ساتھ صلح کرلی تو امام حسینؑ بھی اس مصلحت پر راضی ہو گئے مگر معاویہ نے ان شرائط کو پورا نہ کیا اور امام حسنؑ کو سازش سے زہر دیا گیا اور وقت آخر اس شرط کے برخلاف کہ معاویہ کو اپنے بعد کسی کو جانشین بنانے کا حق نہ ہوگا'' معاویہ نے یزید کو اپنے بعد ولی عہد بنادیا اور تمام مسلمانوں سے زور وزر کے ذریعہ بیعت لینے کی کوشش کی گئی۔

واقعہ کربلا

رجب کا مہینہ ۶۰ سنہ ھ کو معاویہ کے مرنے کے بعد جب یزید تخت پر بیٹھا تو سب سے پہلے مدینہ کے گورنر ولید کو معاویہ کے خبر انتقال کے ساتھ بیعت لینے کے لئے خط لکھا، ولید نے امام حسینؑ کو بلا کر یزید کا پیغام پہونچایا۔ آپ پہلے ہی سے یہ طے کئے ہوئے تھے کہ یزید کی بیعت آپ کے لئے ہرگز ممکن نہیں ہے اور آپ اس کے نتائج سے بھی خوب واقف تھے مگر دین خدا کی حفاظت اور شریعت اسلام کی خاطر آپ کو سب گوارا تھا۔ آپ ولید کو مناسب جواب دے کر اپنے مکان پر واپس آئے، اس کے بعد مدینہ میں قیام کو نا مناسب خیال فرما کر ہجرت کا مضبوط ارادہ کرلیا۔

۲۸ رجب ۶۰ سنہ ھ تھی جب حضرت مدینہ سے اپنے نانا کے جوار کو چھوڑ کر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ظالموں کے جور وستم سے سفر غربت اختیار کرنے پر مجبور ہوئے اور مکہ میں قیام فرمایا۔ ظالم حکومتِ شام کی طرف سے کچھ لوگ حاجیوں کے لباس میں بھیجے گئے کہ وہ جس حالت میں بھی موقع ملے حضرت امام حسینؑ کو خانہ کعبہ کے پاس ہی قتل کر ڈالیں۔ حضرت نہیں چاہتے تھے کہ آپ کی وجہ سے مکہ کے اندر خونریزی ہو اور خانہ کعبہ کی حرمت برباد ہو۔ دو روز حج کو باقی تھے جب آپ تمام اہل وعیال اور اعزہ کے ساتھ مکہ سے روانہ ہو گئے۔

اُدھر کوفے کے لوگ برابر خط بھیج رہے تھے کہ آپ یہاں تشریف لائیں اور ہماری مذہبی رہنمائی فرمائیں لہٰذا آپ اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو وہاں کے حالات دیکھنے کے لئے بھیج چکے تھے۔

۸/ ذی الحجہ کو حضرت مکہ سے کوفہ کے ارادے سے روانہ ہوئے مگر یہی وہ وقت تھا جب کوفہ میں انقلاب ہو چکا تھا۔ شروع میں تو کوفہ کے لوگوں نے حضرت مسلم کا خیر مقدم کیا اور ۱۸ ہزار آدمیوں نے بیعت کی مگر جب یزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے حاکمِ کوفہ نعمان ابن بشیر کو معزول کر کے ابن زیاد کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔

اس ظالم کے آتے ہی تمام اہلِ کوفہ پر خوف و دہشت طاری ہو گئی اور سب نے جناب مسلمؑ کا ساتھ چھوڑ دیا اور آخر تن تنہا ہزاروں کا مقابلہ کرنے کے بعد بڑی مظلومی اور بے کسی کے ساتھ ۹/ ذی الحجہ کو وہ شہید کر ڈالے گئے۔

امام حسینؑ کو عراق کے راستہ میں منزل زبالہ پر خبر شہادت مسلم ہوئی، آپ کو بڑا اثر ہوا مگر عزم و استقلال میں ذرہ برابر فرق نہ آیا سفر جاری رہا۔ یہاں تک کہ ذو حسم کی منزل میں ابن زیاد کی فوج میں سے ایک ہزار کا لشکر حر ابن یزید ریاحی کی سرداری میں آپ کا راستہ روکنے کے لئے پہنچ گیا۔ یہ دشمن کی فوج تھی مگر امام حسینؑ نے سب کو پیاسا دیکھ کر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جتنا پانی ساتھ تھا وہ سب پلا دیا اس کے بعد یزیدی فوج نے تشدد کے ساتھ آپ کو آگے بڑھنے یا واپس جانے سے روکا۔ اب ۶۱ھ پہلا مہینہ شروع ہوگیا تھا۔ دوسری محرم کو حضرت کربلا کی زمین پر پہونچے۔ دوسرے دن سے یزید کا ٹڈی دل لشکر کربلا کے میدان میں آنا شروع ہوگیا اور تمام راستے بند کردیئے گئے۔ امام حسینؑ کے ساتھ صرف ۷۲ جانباز تھے اور اُدھر ہزاروں کا لشکر۔ ساتویں محرم سے پانی بند ہو چکا تھا اور امام کے سامنے اہل حرم اور چھوٹے بچوں کی بے تابی کے مناظر، العطش کی صدائیں اور مستقبل کے حالات سب ہی کچھ تھے مگر اب بھی یزید کی بیعت ناممکن تھی آپ نے ایک رات کی مہلت مانگی تا کہ عبادت میں بسر کریں اور دوست و دشمن کا قطعی فیصلہ ہو جائے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے تقریر فرمائی: ''کل قربانی کا دن ہے ان ظالموں کو مجھ سے دشمنی ہے، کیا ضرورت ہے کہ تم لوگ بھی اپنی زندگی کو میرے ساتھ خطرے میں ڈالو، میں تم سے اپنی بیعت اٹھائے لیتا ہوں، اس رات کے پردے میں جدھر چاہو چلے جاؤ'' مگر ان جانبازوں نے ایک زبان ہو کر کہا ''ہم آپ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑیں گے'' عاشورہ کی رات ختم ہوئی۔ دسویں محرم کو صبح سے عصر تک کی مدت میں ان بہادروں نے جو کچھ کہا تھا کر کے دکھایا۔ ان میں حبیبؓ ابن مظاہر، مسلم ابن عوسجہ، سوید ابن عمرو، انس بن حارث اور عبد الرحمٰن ابن عبد الرب ایسے ساٹھ، ستر اور اسّی برس کے بڈھے تھے اور متعدد اصحاب رسول بھی تھے، ان میں حفاظ قرآن، علماء اور راویان حدیث اور بہت سے عابد شب زندہ دار تھے۔

پھر عزیزوں میں سب سے پہلے جوان بیٹے علی اکبرؑ کو جو شبیہ پیغمبرؐ تھے میدان میں بھیجا اور اپنی جان دین خدا پر نثار کی۔ اس کے بعد عقیل کی اولاد عبد اللہ بن جعفرؑ کے فرزند ایک ایک کر کے رخصت ہوئے۔ امام حسنؑ کے یتیم قاسمؑ کی جدائی آپ کو بہت شاق

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہوئی مگر اپنے بھائی کی وصیت کو پورا کرتے ہوئے قاسم کو بھی رخصت کیا۔

سب کے آخر میں فرزندان علیؑ میدان جہاد میں گئے۔ جب کوئی نہ رہا تو عباس علمدارؑ کی باری آئی، مگر ایک طرف بچوں کی پیاس دوسری طرف جوشِ جہاد، لیکن حسینؑ نے آپ کو سقائی کا کام سپرد کیا، جناب عباسؑ فرات سے مشک بھر کر خیام کی طرف چلے تھے کہ آپ کے شانے قلم ہو گئے اور مشک چھد گئی، سر پر گرز لگا، زمین پر آئے، حسین علیہ السلام کی کمر شکستہ ہو گئی مگر پھر بھی ہمت نہیں ٹوٹی۔ اب فہرست شہداء میں صرف چھ مہینے کا بچہ علی اصغر تھا جو گہوارہ میں پیاس سے جاں بلب تھا، حسینؑ، اصغر کو لئے ہوئے فوج اشقیاء کے سامنے پیش کیا اور پانی کا مطالبہ کیا مگر کسی کو رحم نہ آیا اور حرملہ نے تیر سہ شعبہ کے ذریعہ اصغر کا گلا چھید دیا، حسینؑ نے یہ آخری ہدیہ بھی راہِ خدا میں پیش کر دیا۔ اب حسین خود میدان میں آئے جب کہ تین دن کی بھوک و پیاس، کمر شکستہ، اصحاب و اولاد کے غم سے کلیجہ زخمی تھا مگر جب نصرت اسلام کے لئے تلوار نیام سے نکالی تو دنیا کو حمزہؑ اور جعفرؑ کی شان اور حیدر صفدر کی شجاعت یاد دلا دی۔

آخر قربانی کی منزل سامنے آ گئی دشمنوں کی تلواریں، نیزے اور تیر اور وہ مقدس جسم زخموں کی کثرت، خون بہنے سے گھوڑے پر سنبھلنے کی طاقت نہ رہی۔ شمر کا خنجر فرزند رسولؐ کے گلے پر کیا چلا گویا رسولؐ کا سر کا قلم ہو گیا۔ اور ظالموں نے پیغمبرؐ کے نواسہ کا سر نیزہ پر بلند کیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ خیام حسینی میں آگ لگا دی بی بیوں کے سروں سے چادریں اتاریں گئیں، لاشوں کو پامال کیا گیا اور اہل حرم کو قید کر کے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام لے جایا گیا۔ یزیدی فوج نے فرزند رسولؐ کو دفن و کفن سے بھی محروم رکھا تھا مگر آس پاس کے رہنے والے قبیلہ بنی اسد کے لوگوں نے یزیدیوں کے چلے جانے کے بعد بارہ محرم کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یعنی شہادت سے تیسرے دن دفن کیا۔

دروسِ کربلا

① وطن کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو، اسلام پر وقت پڑ جائے تو اسے ترک کر دینا چاہئے۔

② مقصد کی راہ میں ہر طرح کی قربانی ضروری ہے اور حقیقی محبت یہی ہے کہ دوست کی راہ میں جان بھی دے دی جائے۔

③ حقیقی مساوات یہ ہے کہ غلام کا سر بھی اپنے زانو پر رکھا جائے

④ دشمن لاکھ سرکشی پر آمادہ ہو لیکن دعوت الی اللہ دیتے رہو۔

⑤ تبلیغ کا صحیح راستہ یہ ہے کہ راستہ روکنے والے کو بھی پانی پلا دیا جائے۔

⑥ میدان جہاد میں قدم جماد و تو لاکھوں کے مقابلہ میں بھی قدم پیچھے نہ ہٹیں۔

⑦ بندگی کی حقیقی شان یہ ہے کہ زیر خنجر بھی سجدۂ معبود کیا جائے۔

⑧ حریت کا اسلامی مفہوم یہ ہے کہ ظالم کی نوکری سے آزادی حاصل کر لی جائے۔

۞۞۞

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

نام نامی : علی (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
کنیت : ابو محمد
القاب : زین العابدین، سید الساجدین، ذوالثفنات اور سجاد وغیرہ
والد محترم : امام حسین بن علی (علیہما السلام)
والدہ محترمہ: شہربانو (علیہما السلام)
تاریخ ومقام ولادت: ۱۵؍جمادی الاولیٰ ۳۸ سنہ ھ مدینہ منورہ
آغاز امامت: ۱۰؍محرم الحرام ۶۱ سنہ ھ
تاریخ ومقام شہادت: ۲۵؍محرم الحرام ۹۵ سنہ ھ مدینہ منورہ
قاتل : ولید بن عبد الملک
کل عمر : ۵۶ سال، ۷ ماہ، ۱۰ دن
مدفن : قبرستان جنت البقیع، مدینہ منورہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ولادت

۱۵؍ جمادی الاولیٰ ۳۸ھ یوم پنجشنبہ، مدینہ منورہ میں آپ کی ولادت ہوئی جس کی خبر سُن کر مولائے کائنات نے سجدہ شکر کیا اور آپ کا نام علیؑ رکھا۔ اور اس طرح امام حسین علیہ السلام کے گھر میں اس نام کے باقی رکھنے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ کے گھر میں جو فرزند بھی پیدا ہوا عام طور سے اس کا نام ''علی'' ہی رکھا گیا تا کہ اس طرح یہ نام زندہ رکھا جاسکے۔ اس لئے کہ دشمنانِ ایمان کی مکمل کوشش یہی ہوگی کہ یہ نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے جیسا کہ بعد کے حالات سے اندازہ ہوگیا ہے۔

آپ کے والد گرامی امام حسینؑ تھے اور والدہ ماجدہ جناب شہر بانو تھیں جنہیں شاہِ زنان بھی کہا جاتا ہے جو علیؑ کے دورِ حکومت میں ایران سے لائی گئی تھیں اور وہاں کے بادشاہ یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ کی دختر تھیں۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ مولائے کائنات نے شاہ زنان کا نام بدل کر شہر بانو کر دیا تھا کہ شاہ زنان کا مفہوم ''سیدہ النساء'' ہوتا ہے اور یہ لقب معصومہ علمؑ کے علاوہ کسی کے لئے سزاوار نہیں ہے۔ جناب شہر بانو کا انتقال سید سجاد کی ولادت کے بعد دس دن کے اندر ہی ہوگیا تھا، گویا قدرت نے ان کا انتخاب اسی کام کے لئے کیا تھا اور آپ کے وجود مقدس پر ان کا مقصدِ حیات مکمل ہوگیا۔

القاب کی توجیہ

آپ زین العابدین ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم میں آپ کو یہ لقب عطا فرمایا تھا اور اپنی زندگی میں یہ خبر دے گئے تھے کہ روز قیامت جب زین العابدین کو آواز دی جائے گی تو میرا ایک فرزند علی بن حسین لبیک کہتا ہوا بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوگا لیکن

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اس کی مزید تائید اس واقعہ سے بھی ہوگئی جسے صاحبِ مناقب اور صاحب شواہد النبوۃ نے نقل کیا ہے کہ آپ نماز تہجد میں مصروف تھے کہ شیطان نے بہ شکل اژدھا آ کر آپ کو اذیت دینا شروع کی اور پیروں کے انگوٹھے کو چبانے لگا لیکن جب آپ نے کوئی توجہ نہ کی تو شکست کھا کر چلا گیا اور ایک آواز غیب آئی "انت زین العابدین" ظاہر ہے کہ اس آواز کا کوئی تعلق اس اژدھا یا ابلیس سے نہیں ہے بلکہ یہ ایک ندائے قدرت ہے جو اس فتح مبین کے موقع پر بلند ہوئی تھی جس طرح پہلے علیؑ کی میدانی فتح پر "لافتیٰ الا علی" کی آواز فضائے عرش سے گونج رہی تھی۔

لقب "سجادؑ" کے بارے میں بھی روایت میں وارد ہوا ہے کہ آپ ہر معمولی سے معمولی نعمتِ خدا کے ملنے یا مصیبت کے دور ہونے یا مومنین کے درمیان اصلاح ہو جانے پر سجدہ شکر کیا کرتے تھے اور اس طرح سجاد کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ حد یہ ہے کہ کربلا کی قیامت خیز شب میں بھی آپ نے سجدہ الٰہی کو نظرانداز نہیں کیا اور جس طرح باپ نے زیر خنجر سجدہ کیا تھا اسی طرح آپ نے خاکستر گرم کربلا پر سجدہ کیا ہے۔ زیادہ سجدہ کرنے کی وجہ سے آپ کے مواضع سجود پر اونٹ کے گھٹوں کی طرح گھٹے پڑ جاتے تھے، پھر انہیں کٹوانا پڑتا تھا، اسی لئے آپ کا لقب "ذوالثفنات" یعنی گھٹے والے بھی تھا۔

ادوارِ حکومت

امام زین العابدینؑ کا زمانہ ولادت مولائے کائنات کا دورِ خلافت تھا اور اس طرح آپ نے زندگی کے دو سال اپنے دادا کے زیر سایہ گذارے ہیں۔ اس کے بعد ۴۰ھ میں مولائے کائنات کی شہادت ہوگئی تو آپ اپنے پدر بزرگوار اور عم نامدار امام حسنؑ کے ہمراہ رہے جن کی دختر نیک اختر جناب فاطمہ سے آپ کا عقد ہوا۔ ۵۰ھ میں امام حسنؑ کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شہادت کے بعد دس سال اپنے والد محترم امام حسینؑ کے ساتھ گذارے اور ۱۰ر محرم ۶۱ سنہ سے آپ کا اپنا دور قیادت شروع ہو گیا۔

اس دور میں آپ کو مختلف بادشاہوں اور ظالموں کا سامنا کرنا پڑا۔ ۶۴ سنہ ھ تک یزید برسراقتدار رہا، ۶۵ سنہ ھ میں معاویہ بن یزید اور مروان بن الحکم کی حکومت رہی، پھر ۶۵ سنہ ھ سے ۸۶ تک عبدالملک بن مروان کی حکومت رہی پھر ۸۶ سے ۹۶ تک ولید بن عبدالملک تختِ حکومت پر قابض رہا جس نے ۹۵ سنہ ھ میں آپ کو زہر دلوا کر شہید کرادیا۔

واقعہ کربلا میں آپ کا کردار

۲۸ر رجب ۶۰ سنہ ھ کو آپ حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہو کر مکۂ معظمہ پہنچے، چار ماہ قیام کے بعد وہاں سے روانہ ہو کر ۲ر محرم ۶۱ سنہ ھ کو وارد کربلا ہوئے، وہاں پہنچتے ہی یا پہنچنے سے پہلے آپ علیل ہو گئے اور آپ کی علالت نے اتنی شدت اختیار کی کہ آپ امام حسینؑ کی شہادت کے وقت تک اس قابل نہ ہو سکے کہ میدان میں جا کر درجۂ شہادت حاصل کرتے۔ لیکن جب بھی کوئی آواز استغاثہ کان میں آئی، آپ اٹھ بیٹھے اور میدان کارزار میں شدت مرض کے باوجود جا پہنچنے کی سعی بلیغ کی، امام حسین علیہ السلام کے استغاثہ پر تو آپ خیمہ سے باہر بھی نکل آئے اور ایک چوب خیمہ لے کر میدان کا عزم کر دیا۔ امام حسینؑ کی نظر آپ پر پڑ گئی اور انہوں نے حضرت زینبؑ کو آواز دی ''بہن سید سجادؑ'' کو روکو ورنہ نسل رسولؐ کا خاتمہ ہو جائے گا۔

حکم امام سے زینبؑ نے سید سجادؑ کو میدان میں جانے سے روک لیا۔ یہی وجہ ہے کہ سیدوں کا وجود نظر آرہا ہے۔ اگر امام سجادؑ علیل ہو کر شہید ہونے سے نہ بچ جاتے تو نسل رسول صرف امام محمد باقرؑ میں محدود رہ جاتی۔ امام شبلنجی لکھتے ہیں کہ مرض اور علالت کی وجہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سے آپ درجہ شہادت پر فائز نہ ہو سکے۔

شہادت امام حسینؑ کے بعد جب خیموں میں آگ لگائی تو آپ انہیں خیموں میں سے ایک خیمہ پڑے ہوئے تھے۔ ہماری ہزار جائیں قربان ہو جائیں حضرت زینب پر کہ انہوں نے عابد بیمارؑ کے تحفظ کا فرض ادا کیا اور امام کو بچالیا۔ الغرض رات گذری اور صبح نمودار ہوئی، دشمنوں نے امام سجادؑ کو اس طرح جھنجھوڑا کہ آپ اپنی بیماری بھول گئے۔

آپ سے کہا گیا کہ ناقوں پر سب کو سوار کرو اور ابن زیاد کے دربار میں چلو۔ سب کو سوار کرنے کے بعد آلِ محمد کا ساربان پھوپھیوں، بہنوں کو اور تمام مخدرات کو لئے ہوئے داخل دربار ہوا۔ حالت یہ تھی کہ عورتیں اور بچے رسیوں میں بندھے ہوئے اور امام لوہے میں جکڑے ہوئے دربار میں پہونچ گئے، آپ چونکہ ناقہ کی برہنہ پشت پر سنبھل نہ سکتے تھے اس لئے آپ کی پیروں کو ناقہ کی پشت سے باندھ دیا گیا تھا۔

دربار کوفہ سے داخل ہونے کے بعد آپ اور مخدرات عصمت قید خانہ میں بند کر دیئے گئے، سات روز کے بعد آپ سب کو لئے ہوئے شام کی طرف روانہ ہوئے اور ۱۹، منزلیں طے کر کے تقریباً ۳۶ یوم میں وہاں پہونچے۔ اللہ رے صبر امام سجادؑ، بہنوں اور پھوپھیوں کے ساتھ سلوک اور لب شکوہ پر سکوت حدود شام کا ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں میں ہتھکڑی پیروں میں بیڑی اور گلے میں خاردار طوق آہنی پڑا ہوا تھا، اس پر مزید یہ کہ لوگ آپ پر آگ برسا رہے تھے اسی لئے آپ نے واقعہ کربلا کے بعد ایک سوال کے جواب میں ''الشام الشام الشام'' فرمایا تھا۔

شام پہنچنے کے کئی گھنٹوں یا دنوں کے بعد آپ آلِ محمد کو لئے ہوئے سرہائے شہداء سمیت داخل دربار ہوئے۔ پھر قید خانہ میں بند کر دیئے گئے۔ تقریباً ایک سال کی مشقتیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جھیلیں، قید خانہ بھی ایسا تھا کہ جس میں تمازت آفتابی کی وجہ سے ان لوگوں کے چہروں کی کھالیں متغیر ہوگئی تھیں۔ مدت قید کے بعد آپ سب کو لئے ہوئے ۲۰/صفر ۶۲ ھ کو واردِ کربلا ہوئے۔ آپ کے ہمراہ سر حسینؑ بھی کر دیا گیا تھا، آپ نے اسے اپنے پدر بزرگوار کے جسم مبارک سے ملحق کیا۔

۸/ربیع الاول کو ۶۲ ھ میں امام حسینؑ کا لٹا ہوا قافلہ مدینہ منورہ پہنچا، وہاں کے لوگوں نے آہ وزاری اور کمال رنج وغم سے آپ کا استقبال کیا۔ ۱۵/شبانہ روز نوحہ وماتم ہوتا رہا، اس عظیم واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ زینب کے بال اس طرح سفید ہو گئے تھے کہ جاننے والے انہیں پہچان نہ سکے، رباب نے سایہ میں بیٹھنا چھوڑ دیا، امام سجادؑ تاحیات گریہ فرماتے رہے۔

اسالیب تربیت

امام سجادؑ نے امت کے شعور کو بیدار اور پائیدار بنانے کے لئے چار طریق کار اختیار فرمائے۔

(۱) مجالس عزا کا قیام

ان مجالس میں فقط بنی امیہ کے مظالم اور آلِ محمدؐ کے مصائب کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا بلکہ ان کے ذریعہ امت کے شعور کو بیدار کیا جاتا تھا اور ظلم سے نفرت اور ظالم کے خلاف قیام کا حوصلہ پیدا کیا جاتا تھا۔

(۲) ادعیہ

یہ دعائیں بظاہر عبد ومعبود کے رشتہ کو مستحکم بنانے کا ذریعہ تھیں لیکن ان کے مضامین میں عبادت کے علاوہ اخلاقیات اور اجتماعیات کا ایک ذخیرہ تھا جس کے ذریعہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

امت کی ذہنی تربیت کی جاتی تھی۔

(۳) حل مشاکل

اس اسلوب سے قوم کو محسوس کرایا جاتا تھا کہ اسلام کی قیادت کیسے ہاتھوں میں ہونی چاہیئے اور قائد امت کا کیا کردار ہوتا ہے۔ چنانچہ بے پناہ مصائب و آلام کے باوجود بھی مدینہ کے تقریباً سو گھر تھے جن کا کھانا آپ خود اپنے دست مبارک سے پہونچایا کرتے تھے۔

ابن اعرابی کا بیان ہے کہ واقعہ حرہ میں جب لشکر یزید نے مدینہ پر حملہ کیا تھا اور مدینہ والوں کی حرمت کو حلال بنالیا تھا تو آپ نے چار سو عورتوں کو اپنے گھر میں پناہ دے دی تھی اور ان کے جملہ اخراجات کا انتظام فرمایا کرتے تھے۔

نافع بن جُبیر نے آپ کی کفالت اور انکساری کو دیکھ کر اعتراض کر دیا کہ آپ پست طبقہ کے ساتھ معاشرت رکھتے ہیں اور یہ آپ کی شان کے خلاف ہے تو آپ فرمایا ''میں ان کے ساتھ بیٹھتا ہوں جن کے ساتھ بیٹھنا میرے دین کے لئے مفید ہے''۔

(۴) تاسیس مدرسہ دینیہ

آپ نے اپنے گھر اور مسجد پیغمبرؐ کو ایک دینی مدرسہ کی شکل دے دی تھی اور امت کے باصلاحیت افراد کو مسلسل تعلیم و تربیت دے رہے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے شاگردوں، صحابیوں اور تابعین کی ایک عظیم جماعت تیار کر دی، اور در حقیقت یہی مدرسہ اس عظیم مدرسہ کی بنیاد تھا جس کی سرپرستی امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کو حاصل تھی اور جس میں چار ہزار اہل علم و فضیلت تحصیل علم کر رہے تھے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شہادت

آپ اگر چہ گوشہ نشینی کی زندگی بسر فرما رہے تھے۔لیکن آپ کے روحانی اقتدار کی وجہ سے بادشاہِ وقت ولید بن عبد الملک نے آپ کو زہر دے دیا۔اور آپ بتاریخ ۲۵ رمحرم سنہ ۹۵ ھ کو درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔آپ کے فرزند امام محمد باقرؑ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ مدینہ کے جنت البقیع میں دفن کر دئے گئے۔ملا جامی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی شہادت کے بعد آپ کا ناقہ قبر پر نالہ وفریاد کرتا ہوا تین روز میں مرگیا۔شہادت کے وقت امام کی عمر ۵۷ سال کی تھی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

❁❁❁

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

نام نامی	:	محمد بن علیؑ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
کنیت	:	ابوجعفر
لقب	:	باقر
والد محترم	:	امام زین العابدین (علیہما السلام)
والدۂ محترمہ	:	فاطمہ بنت حسن (علیہما السلام)
تاریخ ولادت	:	یکم رجب بقولِ سوم رجب
محل ولادت	:	مدینہ منورہ
سن ولادت	:	۵۷ ہجری
تاریخ شہادت	:	۷/ ذی الحجہ
روز شہادت	:	دوشنبہ
سن شہادت	:	۱۱۴/ ہجری (ق)
جائے شہادت	:	مدینہ منورہ
مدفن	:	بقیع، مدینہ منورہ
عمر	:	۵۷ سال
سبب شہادت	:	ہشام بن عبدالملک کے حکم سے زہر دیا گیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

امام محمد باقر علیہ السلام کی ولادت باسعادت

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ جب آپ بطن مادر میں تشریف لائے تو آباء واجداد کی طرح آپ کے گھر میں آواز غیب آنے لگی اور جب نو ماہ کے ہوئے تو فرشتوں کی بے انتہا آوازیں آنے لگیں اور شب ولادت ایک نور ساطع ہوا، ولادت کے بعد قبلہ رو ہو کر آسمان کی طرف رخ فرمایا، اور (آدم کے مانند) تین بار چھینکنے کے بعد حمد خدا بجالائے، ایک شبانہ روز دست مبارک سے نور ساطع رہا، آپ ختنہ کردہ، ناف بریدہ، تمام آلائشوں سے پاک اور صاف متولد ہوئے۔ (جلاء العیون ص ۲۵۹)

اسم گرامی، کنیت اور القاب

آپ کا اسم گرامی "لوح محفوظ" کے مطابق اور سرور کائنات کی تعیین کے موافق "محمد تھا" آپ کی کنیت "ابوجعفر" تھی، اور آپ کے القاب کثیر تھے، جن میں باقر، شاکر، ہادی زیادہ مشہور ہیں۔ (مطالب السول ص ۳۶۹، شواہد النبوت ص ۱۸۱)

باقر کی وجہ تسمیہ

باقر، بقرہ سے مشتق ہے اور اسی کا اسم فاعل ہے اس کے معنی شق کرنے اور وسعت دینے کے ہیں۔ (المنجد ص ۴۱)

حضرت امام محمد باقرؑ کو اس لقب سے اس لئے ملقب کیا گیا تھا کہ آپ نے علوم و معارف نمایاں فرمایا اور حقائق احکام وحکمت و لطائف کے وہ سربستہ خزانے ظاہر فرمادیئے۔ جو لوگوں پر ظاہر وہویدا نہ تھے۔

(صواعق محرقہ ص ۱۲۰ مطالب السول ص ۲۶۹ شواہد النبوت ص ۱۸۱)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سات سال کی عمر میں امام محمد باقر کا حج خانہ کعبہ

علامہ جامی تحریر فرماتے ہیں کہ راوی بیان کرتا ہے کہ میں حج کے لئے جارہا تھا، راستہ پرخطر اور انتہائی تاریک تھا جب میں لق و دق صحرا میں پہنچا تو ایک طرف سے کچھ روشنی کی کرن نظر آئی میں اس کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ ناگاہ ایک سات سال کا لڑکا میرے قریب آپہنچا، میں نے سلام کا جواب دینے کے بعد اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ کہاں سے آرہے ہیں اور کہاں کا ارادہ ہے، اور آپ کے پاس زادراہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا، سنو میں خدا کی طرف سے آرہا ہوں اور خدا کی طرف جارہا ہوں، میرا زادراہ ''تقویٰ'' ہے میں عربی النسل، قریشی خاندان کا علوی نژاد ہوں، میرا نام محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے، یہ کہہ کر وہ دونوں نظروں سے غائب ہو گئے اور مجھے پتہ نہ چل سکا کہ آسمان کی طرف پرواز کر گئے یا زمین میں سما گئے۔ (شواہدالنبوت ص ۱۸۳)

حضرت امام محمد باقرؑ کی علمی حیثیت

کسی معصوم کی علمی حیثیت پر روشنی ڈالنا بہت دشوار ہے، کیونکہ معصوم اور امام زمانہ کو علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ خدا کی بارگاہ سے علمی صلاحیتوں سے بھرپور متولد ہوتا ہے، حضرت امام محمد باقرؑ چونکہ امام زمانہ اور معصوم ازلی تھے اس لئے آپ کے علمی کمالات، علمی کارنامے اور آپ کی علمی حیثیت کی وضاحت ناممکن ہے۔ تاہم میں ان واقعات میں سے مشتے ازخروارے لکھتا ہوں جن پر علماء عبور حاصل کر سکتے ہیں۔

علامہ ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ حضرت کا خود ارشاد ہے کہ ''علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شئی ''، ہمیں طائروں تک کی زبان سکھا دی گئی ہے اور ہمیں ہر چیز کا علم عطا کیا گیا ہے۔ (مناقب شہر آشوب جلد ۵ ص ۱۱)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

واقعہ کربلا میں امام محمد باقرؑ کا حصہ

آپ کی عمر ابھی ڈھائی سال کی تھی، کہ آپ کو حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ وطن عزیز مدینہ منورہ چھوڑنا پڑا، پھر مدینہ سے مکہ اور وہاں سے کربلا تک کی صعوبتیں سفر برداشت کرنا پڑی اس کے بعد واقعہ کربلا کے مصائب دیکھے، کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں کا حال دیکھا ایک سال شام میں قید رہے۔ پھر وہاں سے چھوٹ کر ۸ ربیع الاول ۶۲ھ کو مدینہ منورہ واپس ہوئے۔

آپ کی عبادت گذاری اور آپ کے عام حالات

آپ آباؤ اجداد کی طرح بے پناہ عبادت کرتے تھے ساری رات نماز پڑھنا اور سارا دن روزہ سے گذارنا آپ کی عادت تھی آپ زندگی زاہدانہ تھی، بوریئے پر بیٹھتے تھے ہدایا جو آتے تھے اسے فقراء مساکین پر تقسیم کر دیتے تھے غریبوں پر بے حد شفقت فرماتے تھے تواضع اور فروتنی، صبر و شکر غلام نوازی صلہ رحم وغیرہ میں اپنی آپ نظیر تھے آپ کی تمام آمدنی فقراء پر صرف ہوتی تھی آپ فقیروں کی بڑی عزت کرتے تھے اور انہیں اچھے نام سے یاد کرتے تھے، آپ کے ایک غلام افلح کا بیان ہے کہ ایک دن آپ کعبہ کے قریب تشریف لے گئے، آپ کی جیسے ہی کعبہ پر نظر پڑی آپ چیخ مارکر رونے لگے میں نے کہا کہ حضور سب لوگ دیکھ رہے ہیں آپ آہستہ سے گریہ فرمائیں ارشاد کیا، اے افلح شاید خدا بھی انہیں لوگوں کی طرح میری طرف دیکھ لے اور میری بخشش کا سہارا ہو جائے، اس کے بعد آپ سجدہ میں تشریف لے گئے اور جب سر اٹھایا تو ساری زمین آنسوؤں سے تر تھی۔

آپ کی بعض علمی ہدایات وارشادات

علامہ محمد بن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ جابر جعفی کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

امام محمد باقرؑ سے ملا تو آپ نے فرمایا۔ اے جابر! میں دنیا سے بالکل بے فکر ہوں کیونکہ جس کے دل میں دین خالص ہو وہ دنیا کو کچھ نہیں سمجھتا اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا چھوڑی ہوئی سواری، اتارا ہوا کپڑا، اور استعمال کی ہوئی عورت ہے ۔مومن دنیا کی بقا سے مطمئن نہیں ہوتا اور اس کی دیکھی ہوئی چیزوں کی وجہ سے نور خدا اس سے پوشیدہ نہیں ہوتا۔ مومن کو تقوی اختیار کرنا چاہئے کہ وہ ہر وقت اسے متنبہ اور بیدار رکھتا ہے ۔سنو دنیا ایک سرائے فانی ہے نزلت بہ وارتحلت منہ" اس میں آنا جانا لگا رہتا ہے، آج آئے اور کل گئے اور دنیا ایک خواب ہے جو کمال کی مانند دیکھا جاتا ہے اور جب جاگ اٹھے تو کچھ نہیں ۔۔۔۔۔

آپ نے فرمایا تکبر بہت بری چیز ہے، یہ جس قدر انسان میں پیدا ہوگا اسی قدر اس کی عقل گھٹے گی، کمینے شخص کا حربہ گالیاں بکنا ہے۔

ایک عالم کی موت کو ابلیس نوے عابدوں کے مرنے سے بہتر سمجھتا ہے ۔ایک ہزار عابد سے وہ ایک عالم بہتر ہے جو اپنے علم سے فائدہ پہنچا رہا ہو۔

میرے ماننے والے وہ ہیں جو اللہ کی اطاعت کریں ۔آنسوؤں کی بڑی قیمت ہے، رونے والا بخشا جاتا ہے اور جس رخسار پر آنسو جاری ہوں وہ ذلیل نہیں ہوتا۔ سستی اور زیادہ تیزی برائیوں کی کنجی ہے۔

خدا کے نزدیک بہترین عبادت پاک دامنی ہے انسان کو چاہئے کہ اپنے پیٹ اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں ۔دعا سے قضا بھی ٹل جاتی ہے۔

ہشام کا سوال اور اس کا جواب

تخت سلطنت پر بیٹھنے کے بعد ہشام بن عبد الملک حج کے لئے گیا وہاں اس نے امام محمد باقرؑ کو دیکھا کہ مسجد الحرام میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو پند ونصائح سے بہرہ ور کر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

رہے ہیں یہ دیکھ کر ہشام کی دشمنی نے کروٹ لی اور اس نے دل میں سوچا کہ انہیں ذلیل کرنا چاہیئے اور اسی ارادہ سے اس نے ایک شخص سے کہا کہ جا کر ان سے کہو کہ خلیفہ پوچھ رہے ہیں کہ حشر کے دن آخری فیصلہ سے قبل لوگ کیا کھائیں اور پئیں گے اس نے جا کر امامؑ کے سامنے خلیفہ کا سوال پیش کیا آپ نے فرمایا جہاں حشر ونشر ہوگا وہاں میوے دار درخت ہوں گے، وہ لوگ انہیں چیزوں کو استعمال کریں گے بادشاہ نے جواب سن کر کہا یہ بالکل غلط ہے کیونکہ حشر میں لوگ مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہوں گے۔ ان کو کھانے پینے کا ہوش کہاں ہوگا؟ قاصد نے بادشاہ کا گفتہ نقل کر دیا، حضرت نے قاصد سے فرمایا جاؤ اور بادشاہ سے کہو کہ تم نے قرآن بھی پڑھا ہے یا نہیں، قرآن میں یہ نہیں ہے کہ "جہنم" کے لوگ جنت والوں سے کہیں گے کہ ہمیں پانی اور کچھ نعمتیں دیدو کہ پی اور کھالیں اس وقت وہ جواب دیں گے کافروں پر جنت کی نعمتیں حرام ہیں۔ (پ ۸، رکوع ۱۳)

تو جب جہنم میں بھی لوگ کھانا پینا نہیں بھولیں تو حشر ونشر میں کیسے بھول جائیں گے جس میں جہنم سے کم سختیاں ہوں گی اور وہ امید وبیم اور جنت و دوزخ کے درمیان ہوں گے یہ سن کر ہشام شرمندہ ہوگیا۔

(ارشاد مفید ص ۴۰۸، تاریخ ائمہ ص ۴۱۴)

دمشق سے روانگی اور ایک راہب کا مسلمان ہونا

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقرؑ قید خانہ دمشق سے رہا ہو کر مدینہ کو تشریف لئے جا رہے تھے کہ ناگاہ راستے میں ایک مقام پر مجمع کثیر نظر آیا، آپ نے تفحص حال کیا تو معلوم ہوا کہ نصاریٰ کا ایک راہب ہے جو سال میں صرف ایک بار اپنے معبد سے نکلتا ہے آج اس کے نکلنے کا دن ہے حضرت امام محمد باقرؑ اس مجمع میں عوام کے ساتھ جا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کر بیٹھ گئے، راہب جو انتہائی ضعیف تھا، مقررہ وقت پر برامد ہوا، اور اس نے چاروں طرف نظر دوڑانے کے بعد امامؑ کی طرف مخاطب ہو کر بولا:

① کیا آپ ہم میں سے ہیں فرمایا میں امت محمدیہ سے ہوں۔

② آپ علماء سے ہیں یا جہلا سے فرمایا میں جاہل نہیں ہوں۔

③ آپ مجھ سے کچھ دریافت کرنے کے لئے آئے ہیں فرمایا نہیں۔

④ جب کہ آپ عالموں میں سے ہیں کیا؟ میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں، فرمایا ضرور پوچھئے یہ سن کر راہب نے سوال کیا

① شب وروز میں وہ کون سا وقت ہے جس کا شمار نہ دن میں ہے اور نہ رات میں، فرمایا وہ سورج کے طلوع سے پہلے کا وقت ہے جس کا شمار دن اور رات دونوں میں نہیں، وہ وقت جنت کے اوقات میں سے ہے اور ایسا متبرک ہے کہ اس میں بیماروں کو ہوش آجاتا ہے درد کو سکون ہوتا ہے جو رات بھر نہ سو سکے اسے نیند آتی ہے یہ وقت آخرت کی طرف رغبت رکھنے والوں کے لئے خاص الخاص ہے۔

② آپ کا عقیدہ ہے کہ جنت میں پیشاب و پاخانہ کی ضرورت نہ ہوگی؟ کیا دنیا میں اس کی مثال ہے؟ فرمایا بطن مادر میں جو بچے پرورش پاتے ہیں ان کا فضلہ خارج نہیں ہوتا

③ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ کھانے سے بہشت کا میوہ کم نہ ہوگا اس یہاں کوئی مثال ہے، فرمایا ہاں ایک چراغ سے لاکھوں چراغ جلائے جاتے ہیں تب بھی پہلے چراغ کی روشنی میں کمی نہ ہوگی۔

④ وہ کون سے دو بھائی ہیں جو ایک ساتھ پیدا ہوئے اور ایک ساتھ مرے لیکن

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ایک کی عمر پچاس سال کی ہوئی اور دوسرے کی ڈیڑھ سو سال کی، فرمایا "عزیز اور عزیر پیغمبر ہیں یہ دونوں دنیا میں ایک ہی روز پیدا ہوئے اور ایک ہی روز مرے پیدائش کے بعد تیس برس تک ساتھ رہے پھر خدا نے عزیر نبی کو مار ڈالا (جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے) اور سو برس کے بعد پھر زندہ فرمایا اس کے بعد وہ اپنے بھائی کے ساتھ اور زندہ رہے اور پھر ایک ہی روز دونوں نے انتقال کیا۔

یہ سن کر راہب اپنے ماننے والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا جب تک یہ شخص شام کے حدود میں موجود ہے میں کسی کے سوال کا جواب نہ دوں گا سب کو چاہئے کہ اسی عالم زمانہ سے سوال کرے اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔ (جلاء العیون ص ۲۶۱ طبع ایران ۱۳۰۱ھ)

امام محمد باقرؑ کی شہادت

آپ اگر چہ اپنے علمی فیوض و برکات کی وجہ سے اسلام کو برابر فروغ دے رہے تھے لیکن اس کے باوجود ہشام بن عبدالملک نے آپ کو زہر کے ذریعہ سے شہید کرا دیا اور آپ بتاریخ ۷/ذی الحجہ ۱۱۴ھ یوم دوشنبہ مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے اس وقت آپ کی عمر ۵۷/سال کی تھی آپ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

ازواج اولاد

آپ کی چار بیویاں تھیں اور انہیں سے اولاد ہوئیں۔ ام فروہ، ام حکیم، لیلیٰ اور ایک اور بیوی ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر جن سے حضرت امام جعفر صادقؑ اور عبد اللہ افطح پیدا ہوئے اور حکیم بنت اسد بن مغیرہ ثقفی سے ابراہیم و عبد اللہ اور لیلی سے علی اور زینب پیدا ہوئے اور چوتھی بیوی سے ام سلمیٰ متولد ہوئے۔

❁❁❁

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

اسم مبارک: جعفرؑ
کنیت : ابوعبداللہ
القاب : صادق، صابر، طاہر وغیرہ
والدِ محترم : امام محمد باقرؑ
والدۂ محترمہ: ام فروہ بنت قاسم ابن محمد ابن ابی بکر
تاریخ ومقام ولادت: ۱۷ ربیع الاول ۸۳ سنہ ھ بروز جمعہ، مدینہ منورہ
تاریخ ومقام شہادت: ۱۵ شوال ۱۴۸ سنہ ھ بروز دوشنبہ، مدینہ منورہ
قاتل : منصور دوانقی
کل عمر : ٦۵ سال
قبر مطہر : جنت البقیع

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ولادت

ماہ ربیع الاول ۸۳ھ کی ۱۷/تاریخ تھی جب تاریخ عصمت کا دوسرا "آفتاب صداقت" مطلع انسانیت پر ظہور کر رہا تھا جس طرح کہ آج سے تقریباً ۱۳۵ سال پہلے اسی تاریخ کو سرکار دوعالم کی ولادت باسعادت کے طفیل میں اس کائنات کو پہلے "آفتاب صداقت" کے مطلع انوار بننے کا شرف حاصل ہوا تھا۔

گویا نگاہ قدرت میں ماہ ربیع الاول کی ۱۷/تاریخ صداقت کے لئے راس آگئی اور قدرت نے ہر صادق کو بھیجنے کے لئے اسی مبارک تاریخ کا انتخاب کیا اور اس طرح دادا اور پوتے کی تاریخ صداقت بھی متحد ہوگئی اور چوں کہ ملک آل محمد ذاتی افکار کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ خدائی اخبار کا مجموعہ ہے اور اخبار کا دارومدار مخبر کی صداقت ہی پر ہوا کرتا ہے لہٰذا مذہب کی حقانیت کا انحصار مخبر صادق کی صداقت پر قرار پاتا ہے۔

اور اس طرح بہترین مذہب وہ مذہب قرار پائے گا جس کے اصول کا بیان نبی صادق کے ذریعہ ہو، اور تشریحات و تفصیلات کے بیان کا کام امام صادقؑ سے متعلق کر دیا جائے۔

علمی کارنامے

امام صادقؑ کا دور تاریخ اسلام کا نمایاں ترین دور ہے جس میں علمی تحریکات کو بے پناہ ترقی حاصل ہوئی تھی دوسرے ممالک اور مذہب کے علوم اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔

یونانی فلسفہ ترجمہ کی شکل میں عربی زبان میں منتقل ہو رہا تھا اور اس کے نتیجہ میں طرح طرح کے شکوک وشبہات اُبھر رہے تھے۔ مذاہب تشکیل پا رہے تھے اور ایک علمی ہنگامہ سے گھر کی رونق میں اضافہ ہو رہا تھا۔ ایسے میں ایک ایسے شخص کی ضرورت کا احساس

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فطری تھا جو تمام مسائل کو حل کر سکے۔ تمام اعتراضات کے جوابات دے سکے۔ تمام اختلافات میں صحیح فکر اور رائے کی نشان دہی کر سکے اور عالم اسلام میں امام صادقؑ کے علاوہ کوئی ایسی شخصیت نہ تھی۔ نتیجہ ہوا کہ آپ کی شخصیت کو اُبھر کے سامنے آنے کا موقع ملا اور لوگوں نے آپ کی عظمت کو باقاعدہ طور پر پہچان لیا جس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ہر بڑے سے بڑا عالم آپ کی شاگردی کے لئے بے چین تھا اور مدینہ سے کوفہ تک آپ کے علوم و معارف کا ایک عظیم شہرہ تھا۔

انہیں حالات سے فائدہ اٹھا کر آپ نے ایک عظیم علمی مدرسہ کی بنیاد رکھ دی جس میں بقول حافظ ابن عقدہ چار ہزار اکابر علماء و محدثین تحصیل علم کر رہے تھے اور اس کے فارغ التحصیل نو سو شیوخ مسجد کوفہ میں آپ کے علوم و معارف کی اشاعت کر رہے تھے۔

(اعیان الشیعہ)

حکام زمانہ

آپ کی ولادت عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں ہوئی جس کا سلسلہ تقریباً ۸۶ھ تک رہا۔ اس کے بعد ۸۶ھ سے ۹۶ھ تک ولید بن عبدالملک کا دور رہا۔ ولید کے بعد سلیمان بن عبدالملک چند دنوں کے لئے حاکم بنا۔ پھر تھوڑے عرصہ تک عمر بن عبدالعزیز کی حکومت رہی۔ ۱۰۰ھ میں یزید بن عبدالملک برسر اقتدار آیا پانچ سال کے بعد ہشام بن عبدالملک کا دور شروع ہوا جو تقریباً ۲۰ سال باقی رہا۔ ۱۲۵ھ میں ولید بن یزید بن عبدالملک نے حکومت سنبھالی اور اس کے فوری خاتمہ پر ۱۲۶ھ میں یزید ناقص برسر اقتدار آیا اور چند دنوں کے بعد ابراہیم بن الولید کو حکومت مل گئی اور اس کے بعد مروان الحمار برسر اقتدار آیا جس کے خاتمہ سے بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہوگیا۔اور ابو العباس سفاح نے ۱۳۲ھ میں تخت و تاج پر قبضہ کرلیا اور عباسی دور حکومت کا آغاز ہوگیا۔

ابو العباس سفاح کی چارسالہ حکومت کے بعد منصور دوانقی کو اقتدار مل گیا اور اس کا سلسلہ ۱۵۸ھ تک جاری رہا جس میں ۱۴۸ھ میں اس نے امام کو زہر دے کر شہید کرادیا۔

شہادت

یہ بات تقریباً متفق علیہ ہے کہ آپ کی شہادت زہر دغا سے ہوئی ہے اور آپ کو منصور دوانقی نے زہر دلوایا ہے جس کی کوشش متعدد بار کی گئی۔لیکن جب وقت آگیا تو زہر نے اپنا اثر کردیا اور آپ دنیا سے رخصت ہوگئے۔

ماہ شوال کی ۱۵/ تاریخ ۱۴۸ھ دوشنبہ کا دن تھا جب آپ اس عالم فانی سے رخصت ہوئے اور جنت البقیع میں سپرد خاک کئے گئے۔عمر مبارک ۶۵ سال تھی جو دنیا سے رخصت ہوجانے والے تمام معصومینؑ میں سب سے طویل تر عمر ہے۔سوائے امام زمانہ کے کہ وہ آج بھی بحکم خدا باحیات ہیں۔

۞۞۞

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام

اسم مبارک: موسیٰ

کنیت : ابوابراہیم، ابوالحسن

القاب : کاظم، باب الحوائج، عبد صالح وغیرہ

والد محترم : امام جعفر صادق علیہ السلام

والدۂ محترمہ: جناب حمیدہ

تاریخ ومقام ولادت: ۷ر صفر ۱۲۸ سنہ ھ مقام ابواء (بین مکہ ومدینہ)

تاریخ ومقام شہادت: ۲۵ر رجب ۱۸۳ سنہ ھ بروز جمعہ بغداد

قاتل : ہارون

کل عمر : ۵۵ سال

قبر مبارک: کاظمین

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ولادت

ولادت باسعادت ۷/صفر ۱۲۸ھ شہادت ۲۵/رجب ۱۸۳ھ، جس وقت امام کی ولادت ہوئی تو ولادت کے فوراً بعد سر سجدۂ معبود میں رکھا اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور اس طرح اسلام و ایمان کا قولی اور عملی مظاہرہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ نمائندہ پروردگار اپنے تعلیمات مذہب اپنے ساتھ لے کر آتا ہے اور کسی کی تعلیم و تربیت کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔ وہ کلمہ سکھانے کے لئے آتا ہے سیکھنے کے لئے نہیں آتا ہے اس کا کام سجدۂ معبود کے ذریعہ مخلوقات کو خالق کی طرف جذب کرنا ہوتا ہے وہ اپنے سجدہ سے صرف فریضۂ بندگی کو نہیں ادا کرتا ہے۔

آپ کے داہنے بازو پر قلم قدرت نے یہ آیت مبارکہ نقش کر دی تھی۔

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا (سورہ انعام آیت ۱۱۵)

آپ کی ولادت کے بعد آپ کے والد امام صادقؑ نے باقاعدہ ولیمہ کیا تاکہ لوگوں کو حجت خدا کی آمد کا علم ہو جائے اور بات صرف اسماعیل کی ولادت تک محدود نہ رہنے پائے۔ (جلاء العیون)

آپ کا اسم گرامی موسیٰؑ قرار پایا اور مشہور لقب کاظم ہوا جس کے معنی غصہ کو پی جانے والے کے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ اس لقب کی ایک مصلحت یہ بھی ہو کہ پیغمبران اولعزم میں جس موسیٰ کا ذکر آتا ہے ان کی صفت قرآن نے غضبان بیان کی ہے تو قدرت نے چاہا کہ ایک موسیٰ کاظم بھی پیدا ہو جائے تاکہ دونوں طرح کے الٰہی کردار سامنے آجائیں اور تاریخ نبوت و امامت سے یہ فرق بھی واضح ہو جائے کہ اگر قہر و جلال کا مرقع دیکھنا ہو تو نبی موسیٰؑ کو دیکھو اور اگر حلم و تحمل پروردگار کا نمونہ دیکھنا ہو تو امام موسیٰؑ کو دیکھو۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام موسیٰ میں ایک مصلحت الٰہی یہ بھی ہوسکتی ہے کے قاتل کا نام ہارون تھا۔ تو قدرت نے روز اول یہ واضح کردینا چاہا کہ انسان ناموں کے فریب میں نہ آئے اور کردار پر مکمل نگاہ رکھے۔

ورنہ یہی ہارون ایک وقت میں موسیٰ کا ہمراز معاون و مددگار بھی ہوسکتا ہے اور دوسرے وقت ایک موسیٰ کا قاتل بھی ہوسکتا ہے۔

جناب موسیٰ نے اللہ سے درخواست کی کہ ہارون کو میرا مددگار بنا دے۔ یہاں ایک بات اور واضح ہوگئی کہ جب اللہ کسی ہارون کا انتخاب کرتا ہے تو وہ نیک وصالح ہوتا ہے۔ لیکن اگر لوگ کسی ہارون کو اپنا بادشاہ بنالیں تو وہ نالائق و نااہل ہوتا ہے۔ اسی مضمون کو علامہ ذیشان حیدر نے نظم کیا ہے۔

دنیا کا امن لوٹ کے مامون بن گئے
دولت سمیٹی اتنی کہ قارون بن گئے
ان بندگانِ زر کی سیاست تو دیکھئے
موسیٰؑ کو زہر دے کے بھی ہارون بن گئے

عبادت

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا انداز عبادت بھی دنیا کے دوسرے افراد سے بالکل مختلف تھا آپ قید خانہ کی زندگی میں بھی اس بات پر شکر خدا کرتے تھے کہ عبادت کے لئے بہترین ماحول نصیب ہوگیا ہے اور اسی بات پر حکومت وقت کے ہوش وحواس اُڑ جاتے تھے کہ ان بدترین حالات میں بھی ان کے ذہن میں اضطراب اور پریشانی کی کیفیت نہیں ہے جب کہ حکومت ان کے عدم اضطراب سے مضطرب ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آپ کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ صبح کی نماز کے بعد سر سجدۂ معبود میں رکھتے تھے تو ظہر کے ہنگام اٹھاتے تھے اور عصمت کے باوجود یہ مناجات کرتے تھے کہ پروردگار تیرے بندے کے گناہ بہت عظیم ہیں لہٰذا تیری بخشش بھی اسی اعتبار سے ہونی چاہئے۔ جو اس بات کی علامت ہے کہ امام کو اپنی امت کی بخشش کی کتنی پرواہ ہے اور آپ ان کے لئے ان کی شفاعت کے لئے کس قدر اہتمام کرتے ہیں اور اسی وجہ سے آپ کو روایات میں ''حلیف السجدۃ الطویل'' کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

ہارون نے قید خانہ میں ایک عورت کو بھیج دیا تا کہ امام کو عبادت سے غافل بنائے اور لوگوں پہ یہ واضح کیا جائے کہ بنی فاطمہؑ مجبوراً عبادتِ خدا میں مصروف رہتے ہیں ورنہ ان کا نفس بھی دنیا کے عام انسانوں سے مختلف نہیں ہوتا ہے۔ لیکن عورت نے قید خانہ میں امام کی شانِ عبادت دیکھی تو خود بھی سجدہ میں گر پڑی۔ اور اس وقت تک سر نہ اُٹھایا جب تک حکومت کے کارندوں نے جبراً سجدہ ختم نہیں کرادیا۔ امام کی عبادت کا عالم یہ ہے کہ اپنے سجدہ سے غلط ارادہ سے آنے والی خاتون کو بھی ساجد بنادیتا ہے۔

شہادت

ہارون رشید ملعون نے آپ کو قید خانہ میں رکھا اور پھر ایک دن والی بصرہ علی بن جعفر کو لکھا کہ موسیٰ بن جعفر کو قتل کردے۔ لیکن اس نے کہا کہ میں نے انکے اندر کوئی برائی نہیں دیکھی ہے بلکہ یہ ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں اور امت کی بخشش کی دعا کرتے ہیں تو حکم دے تو میں ان کو آزاد کردوں ہارون نے جب اس کا یہ نرم رویہ دیکھا تو امام کو دوسرے قید خانہ میں دوسرے ظالم کے پاس منتقل کردیا۔ جس کا نام سندی بن شاہک تھا۔ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ ہارون نے امام کو تاحیات قید میں رکھا اور اس سندی ملعون کے ذریعہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

امام کو زہر دے دیا۔

آپ کی شہادت کے بعد آپ کے ہاتھوں اور پیروں کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کاٹی گئیں۔ چودہ سال امام نے قید میں گذارے اور شہادت کے بعد آپ کا جنازہ ہتھکڑیوں میں جکڑا رہا اور بغداد کے پل پر ڈال دیا گیا۔

جب آپ کے جنازہ کو سلیمان بن ابی جعفر نے دیکھا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اٹھایا اور گھر لے آئے اور غسل و کفن دیا اور جنازہ بڑی شان سے اٹھا تو امام رضا نے اپنے بابا کا جنازہ پڑھایا اور سپرد خاک کر دیا۔ تدفین کے بعد امام رضا مدینہ واپس ہوئے اور جب اہل مدینہ کو یہ خبر ملی تو کہرام برپا ہو گیا۔

۞۞۞

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی حضرت امام علی رضا علیہ السلام

اسم مبارک: علی علیہ السلام
کنیت : ابوالحسن
القاب : صابر، فاضل، رضی، وفی، رضا وغیرہ
والدمحترم : امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
والدۂ محترمہ: نجمہ
تاریخ ومقام ولادت: ۱۱/ ذیقعدہ سنہ ۱۵۳ ھ (جمعہ) مدینہ منورہ
تاریخ ومقام شہادت: ۲۳/ ذیقعدہ سنہ ۲۰۳ ھ طوس
کل عمر : ۵۰ سال
قبر مبارک: مشہد مقدس

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ابو الحسن علی بن موسیٰ الرضا، امام رضاؑ کے نام سے معروف شیعوں کے آٹھویں امام ہیں۔ امام محمد تقیؑ سے منقول ایک حدیث کے مطابق امام رضاؑ کو رضا کا لقب خدا کی طرف سے عطا ہوا ہے اسی طرح آپ عالم آل محمد کے نام سے بھی مشہور ہیں۔

امام رضاؑ ۱۸۳ھ سے ۲۰ سال کی مدت تک منصب امامت پر فائز رہے آپ کی امامت تین عباسی خلفاء ہارون رشید، محمد امین اور مامون عباسی کی حکومت پر محیط تھی۔

امام رضا علیہ السلام عباسی خلیفہ مامون کے حکم پر خراسان کا سفر کرنے سے پہلے مدینہ میں مقیم تھے ۲۰۰ھ یا ۲۰۱ھ کو مامون کے حکم پر آپ کو مدینہ سے خراسان لایا گیا اور مامون کی ولایت عہدی قبول کرنے پر مجبور کیا گیا۔ امام نے مدینہ سے خرسان جاتے ہوئے نیشاپور کے مقام پر ایک حدیث ارشاد فرمائی جو حدیث سلسلۃ الذہب کے نام سے مشہور ہے۔

مامون نے اپنے خاص مقاصد کی خاطر مختلف ادیان و مذاہب کے اکابرین کے ساتھ آپ کے مناظرے کروائے جس کے نتیجے میں یہ سارے اکابرین آپ کی فضیلت کے معترف ہوئے۔

نسب، کنیت اور لقب

آپ کا نسب علی بن موسیٰ بن جعفر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب۔ کنیت ابو الحسن اور سب سے زیادہ مشہور لقب رضا ہے۔ بعض منابع میں آیا ہے کہ آپ کو یہ لقب مامون نے دیا تھا لیکن امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ کا یہ لقب خداوند عالم کی طرف سے آپ کے والد ماجد حضرت امام محمد کاظم علیہ السلام کی طرف الہام ہوا تھا۔

(عیون اخبار الرضا۔ ج ۱ ص ۱۳)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

انگشتری کا نقش

امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی انگشتری کے لئے ایک نقش منقول ہے۔
ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ (ترجمہ) وہی ہوتا ہے جو خدا چاہے۔ کوئی قوت نہیں ہے سوائے خدائے بلند و برتر کے۔

امامت

امام رضا اپنے والد ماجد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد ۲۰ سال تک امامت کے عہدے پر فائز رہے آپ کی امامت کے ابتدائی دور میں ہارون رشید خلافت پر قابض تھا اس کے بعد اس کے بیٹے امین نے تین سال اور ۲۵ دن حکومت کی جس کے بعد ابراہیم بن مہدی عباسی المعروف ابن شکلہ نے ۱۴ روز حکومت کی جس کے بعد امین عباسی نے ایک بار پھر اقتدار سنبھال کر ایک سال اور سات مہینے حکومت کی آپ کی امامت کے آخری ۵ سال مامون عباسی کے دور خلافت میں گذرے ہیں۔

حدیث سلسلہ الذہب

اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں جب امام رضاؑ خراسان جاتے ہوئے نیشاپور کے مقام پر پہنچے تو محدثین کا ایک گروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے فرزند پیغمبر آپ ہمارے شہر سے تشریف لے جا رہے ہیں۔ کیا ہمارے لئے کوئی حدیث نہیں فرمائیں گے اس مطالبے کے بعد امام نے اپنا سر کجاوے سے باہر نکالا اور فرمایا: میں نے اپنے والد گرامی سے انہوں نے اپنے والد سے یہاں تک کہ رسول نے جبرائیل سے اور جبرئیل نے خدا سے فرماتے سنا ہے:

اللہ جل جلالہ یقول لاالہ الااللہ حصنی فمن دخل حصنی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

امن من عذابی قال فلما مرت الراحله نادانا بشروطها وانا من شروطها

شہادت

جب مامون نے امام کو ہر طرح سے ذلیل کرنا چاہا اور نہ کرسکا بلکہ ان کی شان اور بڑھتے دیکھا تو آخر میں امام کی جان لینے کے درپے ہوگیا اور وہی خاموش حربہ جوان معصومینؑ کے ساتھ اس سے پہلے بہت دفعہ استعمال کیا جاچکا تھا کام میں لایا گیا۔ انگور میں زہر میرے امام کو دیا گیا اور ۲۳/ ذیقعدہ میں امام نے شہادت پائی۔

امام کے جسم اطہر کو مشہد مقدس کی سرزمین پر سپرد خاک کردیا گیا جہاں ان کا روضہ آج تاجدارانِ عالم کی جبیں سائی کا مرکز بنا ہوا ہے وہیں اپنے وقت کا بزرگ ترین دنیوی شہنشاہ ہارون رشید بھی دفن ہے جس کا نام ونشان تک وہاں جانے والوں کو معلوم نہیں۔

۞۞۞

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

اسم مبارک: محمد

کنیت : ابوجعفر

القاب : تقی، جواد وغیرہ

والد محترم : امام علی رضا علیہ السلام

والدۂ محترمہ: جناب سبیکہ

تاریخ ومقام ولادت: ۱۰؍رجب المرجب سنہ ۱۹۵ھ (جمعہ) مدینہ منورہ

تاریخ شہادت: ۲۹؍ذیقعدہ سنہ ۲۲۰ھ سہ شنبہ

کل عمر : ۲۵ سال

قبر مبارک: کاظمین

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام ونسب

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام آسمان عصمت کے گیارہویں درخشاں ستارے اور ہمارے نویں امام ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت امام علی رضا علیہ السلام اور والدہ ماجدہ سبیکہ علیھا السلام ہیں جن کا تعلق پیغمبر اکرمؐ کی زوجہ حضرت ماریہ قبطیہ سے ہے۔

آپ کے ناموں میں ریحانہ اور خیزران بھی شامل ہیں۔ آپ فضائل وکمالات کے اعتبار سے اپنے زمانہ کی بلند مرتبہ خاتون تھیں یہاں تک کہ خود امام علی رضاؑ نے اپنی زبان عصمت سے انہیں بافضیلت اور پاک دامن خاتون کہا ہے۔ امام کے دو بیٹے تھے۔

(۱) امام علی نقی علیہ السلام جو ہمارے دسویں امام ہیں۔

(۲) حضرت موسیٰ مبرقع جن سے رضوی سادات کی نسل چلی جو آج دنیا کے گوشے گوشے میں موجود ہے۔ ان کا روضہ آج بھی ایران میں موجود ہے اور زائرین زیارت کرنے جاتے ہیں۔

ولادت

امام محمد تقیؑ ۱۰ رجب ۱۹۵ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے امام رضاؑ نے پہلے ہی امام کی ولادت کی خوش خبری سنا دی تھی چنانچہ آپ نے اپنی ہمشیرہ جناب حکمیہ علیھا السلام سے فرمایا۔

آج خیزران کا بابرکت بیٹا دنیا میں آئے گا لہٰذا اب سے سات دن تک ان کے ساتھ رہیئے گا۔ حکمیہ کہتی ہیں کہ جب امام محمد تقی علیہ السلام پیدا ہوئے تو ایک ایسا نور ساطع ہوا جس سے پورا حجرہ روشن ہوگیا اور جب امام دنیا میں تشریف لائے تو آپ کی زبان پر یہ جملے جاری

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہوئے۔

اشھدان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ

امام کے علم واخلاق کے چند گوشے

امام محمد تقی علیہ السلام اعلیٰ اخلاقی فضائل و کمالات کے حامل تھے۔ بے مثال زہد و تقویٰ عبادت و بندگی، علم وحلم، حسن خلق، جود وسخا، عفوو درگذر جیسی دیگر تمام خصوصیات آپ کے کردار کی آئینہ دار نظر آئی ہیں۔ آپ کی عظمت وفضیلت کا اظہار و اعتراف علماء شیعہ ہی نہیں بلکہ اہل سنت کے بڑے بڑے علماء نے بھی کی ہے۔

ابن جوزی کہتے ہیں: آپ علم وتقوی اور زہد و بخشش میں اپنے پدر بزرگوار کے راستہ پر تھے۔

ابن حجر ہیثمی کہتے ہیں: آپ کمسنی میں ہی علم و دانش اور حلم و بردباری میں تمام دیگر دانشوروں پر برتری رکھتے تھے۔

اور بہت سارے علماء نے آپ کے علم کا لوہا مانا ہے۔

جود و کرم

امام علی رضا علیہ السلام نے آپ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: مرکزی دروازہ سے رفت و آمد کیا کیجئے۔ اپنے ساتھ سونے چاندی رکھا کیجئے اور اپنے چچا حضرات کو ۵۰ دینار سے کم نہ دیا کیجئے انفاق کیجئے اور فقر وتنگدستی کا خوف نہ رکھئے اس لئے کہ اللہ کی قدرت آپ کے ساتھ ہے۔ امام محمد تقی علیہ السلام اپنے بابا کی نصیحت پر ہی عمل کرتے تھے۔

صبر و بردباری

نویں امام مصائب و آلام کے مقابلہ میں انتہائی صبر کرنے والے تھے آپ کبھی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مضطرب نہیں ہوتے تھے بلکہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے حلم و بردباری کی راہ پر باقی رہتے تھے۔

بداخلاق اور کج ذہن زوجہ کے مقابلہ میں صبر و بردباری، ظالم و جابر حاکموں کے مقابلہ میں اللہ پر بھروسہ اور اپنے بابا کی شہادت جیسے دردناک واقعات پر تحمل کا مظاہرہ کیا۔

شہادت

حاکمِ زمانہ معتصم نے امام کے فضائل و مناقب سے پریشان ہو کر اور اپنی حکومت کے لئے خطرہ محسوس کرتے ہوئے تاریخ نے لکھا کہ ام الفضل کو راضی کیا کہ وہ امام کو زہر دے۔ اور حضرت کو انگور میں زہر دلوا دیا۔ اور ایک روایت کی بنا پر اپنے غلام سے زہر دلوایا۔ اور جب امام نے وہ زہریلا شربت نوش کر لیا تو فرمایا: رضاً بقضائہ تسلیما لامرہ اور زہر کا اثر سارے جسم میں دوڑ گیا۔ اب جب امام اٹھ کر گھر کی طرف جانے لگے تو غلام نے کہا کہ اور نوش کریں تو امام نے کہا کہ تیری مراد پوری ہونے کے لئے اتنا کافی ہے۔ امام گھر میں آئے اور بستر پر کروٹیں بدلتے رہے اور بالآخر ۲۹/ ذیقعدہ ۲۲۰ھ کو دنیا سے رحلت فرمائی۔

۞۞۞

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی حضرت امام علی نقی علیہ السلام

نامِ نامی: علی (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
کنیت : ابوالحسن
القاب : ہادی، نقی وغیرہ
والدِ محترم : امام محمد تقی علیہ السلام
والدہ محترمہ: جناب سمانہ
جائے ولادت: مدینہ منورہ
تاریخ ولادت: ۵رجب المرجب
سن ولادت: ۲۱۴ ہجری
تاریخ شہادت: ۳رجب
سن شہادت: ۲۵۴ ہجری
محل شہادت: شہر سامراء
سبب شہادت: معتصم نے معتمد کے واسطے سے زہر دلوایا
کل عمر : ۴۲ سال
مدفن : سامراء، عراق

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی ولادت باسعادت

آپ بتاریخ ۵/ رجب المرجب ۲۱۴ ہجری سہ شنبہ بمقام مدینہ منورہ متولد ہوئے۔ (نورالابصار ص ۱۴۹، ومعہ ساکبہ ص ۱۲۰)

شیخ مفید کا کہنا ہے مدینہ کے قریب ایک قریہ ہے جس کا نام صریا ہے آپ وہاں پیدا ہوئے۔ (ارشاد ص ۴۹۴)

اسم گرامی، کنیت اور القاب

آپ کا اسم گرامی علی، آپ کے والد ماجد حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے رکھا، اسے یوں سمجھنا چاہئے کہ سرورکائنات نے جو اپنے بارہ جانشین اپنی ظاہری حیات کے زمانہ میں معین فرمائے تھے، ان میں سے ایک آپ کی ذات گرامی بھی تھی آپ کے والد ماجد نے اسی معین اسم سے موسوم کر دیا علامہ طبرسی لکھتے ہیں کہ چہاردہ معصومینؑ کے اسماء لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں سرور کائنات نے اسی کے مطابق سب کے نام معین فرمائے ہیں اور ہر ایک کے والد نے اسی کی روشنی میں اپنے فرزند کو موسوم کیا ہے۔ (اعلام الوریٰ ص ۲۲۵)

کتاب کشف الغطاء ص ۴ میں ہے کہ آنحضرت نے سب کے نام حضرت عائشہ کو لکھوا دیئے تھے آپ کی کنیت ابوالحسن تھی آپ کے القاب بہت کثیر ہیں جن میں نقی، ناصح، متوکل مرتضیٰ اور عسکری زیادہ مشہور ہیں۔ (کشف الغمہ ص ۱۲۲، نورالابصار ۱۴۹، مطالب السئول ص ۲۹۱)

آپ کا عہد حیات اور بادشاہان وقت آپ جب ۲۱۴ ہجری میں پیدا ہوئے تو اس وقت بادشاہ وقت مامون رشید عباسی تھا ۲۱۸ ہجری میں مامون رشید نے انتقال کیا اور معتصم خلیفہ ہوا۔ (ابوالفداء)

۲۲۷ ہجری میں واثق بن معتصم خلیفہ بنایا گیا (ابولفداء) ۲۳۲ ہجری میں واثق

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کا انتقال ہوا اور متوکل عباسی خلیفہ مقرر کیا گیا۔ (ابوالفداء)

پھر ۲۴۷ ہجری میں منتصر بن متوکل اور ۲۴۸ ہجری میں مستعین اور ۲۵۲ ہجری میں زبیر ابن متوکل المکنی بہ معتز باللہ علی الترتیب خلیفہ بنائے گئے۔

(ابوالفداء، دمعہ ساکبہ ۱۲۱)

۲۵۴ ہجری میں معتز کے زہر دینے سے امام علی نقیؑ شہید ہوئے۔

(تذکرۃ المعصومین)

حضرت امام محمد تقی کا سفر بغداد اور حضرت امام علی نقی کی ولیعہدی

مامون رشید کے انتقال کے بعد معتصم باللہ خلیفہ ہوا تو اس نے بھی اپنے آبائی کردار کو سراہا اور خاندانی رویہ کا اتباع کیا اس کے دل میں بھی آل محمد کی طرف سے وہ جذبات ابھرے جو اس کے آباؤ اجداد کے دلوں میں ابھر چکے تھے، اس نے بھی چاہا کہ آل محمد کی کوئی فرد سطح ارض پر باقی نہ رہے چنانچہ اس نے تخت نشین ہوتے ہی حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو مدینہ سے بغداد طلب کر کے نظر بند کر دیا اور امام محمد تقی علیہ السلام نے جو اپنے آباؤ اجداد کی طرح قیادت تک کے حالات سے واقف تھے مدینہ سے چلتے وقت اپنے فرزند کو اپنا جانشین مقرر کر دیا اور وہ تمام برکات جو امام کے پاس ہوا کرتے ہیں آپ نے امام علی نقی علیہ السلام کے سپرد کر دیئے مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر آپ ۹ محرم الحرام ۲۲۰ ہجری کو وارد بغداد ہوئے بغداد میں آپ کو ایک سال بھی نہ گذرا تھا معتصم عباسی نے آپ کو بتاریخ ۲۰ ذیقعدہ زہر سے شہید کر دیا۔ (نورالابصار ص ۱۴۷)

اصول کافی میں ہے کہ جب امام محمد تقی علیہ السلام کو پہلی بار مدینہ سے بغداد طلب کیا تو راوی خبر اسماعیل بن مہران نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی مولا، آپ کو بلانے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

والے دشمن آل محمد ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بے امام ہو جائیں آپ نے فرمایا کہ ہم کو علم ہے تم گھبراؤ نہیں اس سفر میں ایسا نہ ہو گا اسماعیل کا بیان ہے کہ جب دوبارہ آپ کو معتصم نے بلایا تو پھر میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوا کہ مولا یہ سفر کیسا رہے گا اس سوال کا جواب آپ نے آنسوؤں کے تار سے دیا اور باچشم نم کہا کہ اے اسمائیل میرے بعد علی نقی علیہ السلام کو اپنا امام جاننا اور صبر وضبط سے کام لینا۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے کرامات

(۱) ایک دن امام علی نقیؑ اور علی بن حصیب نامی شخص دونوں ساتھ ہی راستہ چل رہے تھے علی بن حصیب آپ سے چند گام آگے بڑھ کر بولے آپ بھی قدم آگے بڑھا کر جلد آجایئے حضرت نے فرمایا کہ اے ابن حصیب ''تمہیں پہلے جانا ہے'' تم جاؤ اس واقعہ کے چار یوم بعد ابن حصیب فوت گئے۔

(۲) ایک شخص محمد بن فضل بغدادی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو لکھا کہ میرے پاس ایک دکان ہے میں اسے بیچنا چاہتا ہوں آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا جواب نہ ملنے پر مجھے افسوس ہوا لیکن جب میں بغداد واپس پہونچا تو وہ آگ لگ جانے سے جل چکی تھی۔

حضرت امام علی نقی اور سواری کی برق رفتاری

علامہ طبرسی لکھتے ہیں کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے مدینہ سے سامرہ تشریف لے جانے کے بعد ایک دن ابو ہاشم نے کہا مولا میرا دل نہیں مانتا کہ میں ایک دن بھی آپ کی زیارت سے محروم رہوں، بلکہ جی چاہتا ہے کہ ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کروں حضرت نے پوچھا اس کے لئے تمہیں کون سی رکاوٹ ہے انہوں نے عرض کی میرا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

قیام بغداد ہے اور میری سواری کمزور ہے حضرت نے فرمایا ”جاؤ“ اب تمہاری سواری کا جانور طاقتور ہو جائے گا اور اس کی رفتار بہت تیز ہو جائے گی ابو ہاشم کا بیان ہے کہ حضرت کے اس ارشاد کے بعد ایسا ہو گیا کہ میں روزانہ نماز صبح بغداد میں نماز ظہر سامرہ عسکر میں اور نماز مغرب بغداد میں پڑھنے لگا۔ (اعلام الوری ص ۲۰۸)

امام علی نقی اور اسم اعظم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ کلینی اصول کافی میں لکھتے ہیں کہ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا اسم اللہ الاعظم ۷۳ حروف ہیں ان میں سے صرف ایک حرف آصف برخیا وصی سلیمان کو دیا گیا تھا جس کے ذریعہ سے انہوں نے چشم زدن میں ملک سبا سے تخت بلقیس منگوایا تھا اور اس منگوانے میں ہوا یہ تھا کہ زمین سمٹ کر تخت کو قریب لے آئی تھی، اے نوفلی (راوی) خداوند عالم نے ہمیں اسم اعظم کے بہتر حروف دیئے ہیں اور اپنے لئے صرف ایک حرف محفوظ رکھا ہے جو علم غیب سے متعلق ہے مسعودی کا کہنا ہے کہ اس کے بعد امام نے فرمایا کہ خدوندعالم نے اپنی قدرت اور اپنے اذن وعلم سے ہمیں وہ چیزیں عطا کی ہیں جو حیرت انگیز اور تعجب خیز ہیں مطلب یہ ہیں کہ امام جو چاہے کر سکتے ہیں ان کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی۔

(اصول کافی، مناقب ابن شہر آشوب جلد ۵ ص ۱۱۸، دمعہ ساکبہ ص ۱۲۶)

آپ کا احترام جانوروں کی نظر میں

علامہ موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ متوکل کے مکان میں بہت سی بطخیں پلی ہوئی تھیں جب کوئی جاتا تو وہ اتنا شور مچایا کرتی تھیں کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی لیکن جب امام علی علیہ السلام تشریف لے جاتے تھے تو وہ سب خاموش ہو جاتی تھیں اور جب تک آپ وہاں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تشریف رکھتے تھے وہ چپ رہتی تھیں۔ (شواہدالنبوت)

حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور خواب کی عملی تعبیر

احمد بن عیسی الکاتب کا بیان ہے کہ میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں حضرت نے میری طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور اپنے دست مبارک سے ایک مٹھی خرمہ اس طشت سے عطا فرمایا جو آپ کے سامنے رکھا ہوا تھا میں نے انہیں گنا تو وہ پچیس تھے اور خواب کو ابھی زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سامرہ سے تشریف لائے ہیں میں ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ان کے سامنے ایک طشت رکھا ہے جس میں خرمے ہیں میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو سلام کیا حضرت نے جواب سلام دینے کے بعد ایک مٹھی خرمہ مجھے عطا فرمایا میں نے ان خرموں کو شمار کیا تو وہ پچیس تھے میں نے عرض کی مولا کیا خرمہ اور مل سکتا ہے جواب میں نے فرمایا اگر خواب میں رسول خدا نے اس سے زیادہ دیا ہوتا تو میں بھی اضافہ کر دیتا۔

(دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۲۴)

متوکل کے کہنے سے ابن سکیت و ابن اکثم کا امام علی نقی سے سوال

علماء کا بیان ہے کہ ایک دن متوکل اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا دیگر کاموں سے فراغت کے بعد ابن سیکت کی طرف متوجہ ہو کر بولا ابوالحسن سے ذرا سخت سخت سوال کرو ابن سیکت نے اپنی قابلیت بھر سوال کئے امامؑ نے تمام سوالات کے مفصل اور مکمل جواب دیئے یہ دیکھ کر یحیی ابن اکثم قاضی سلطنت نے کہا اے ابن سیکت تم نحو، شعر، لغت کے عالم ہو، تمہیں مناظرہ سے کیا دلچسپی، ٹھہرو میں سوال کرتا ہوں یہ کہہ کر اس نے ایک سوال نامہ نکالا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جو پہلے سے لکھ کر اپنے ہمراہ رکھے ہوئے تھا اور حضرت کو دیدیا حضرت نے اس وقت جواب لکھنا شروع کر دیا اور ایسا مکمل جواب دیا کہ قاضی شہر کو متوکل سے کہنا پڑا کہ ان جوابات کو پوشیدہ رکھا جائے، ورنہ شیعوں کی حوصلہ افزائی ہوگی ان سوالات میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ قرآن مجید میں ''سبعۃ ابحر'' اور نفدت کلمات اللہ'' جو ہے اس میں سات دریاؤں کی طرف اشارہ ہے اور کلمات اللہ سے مراد کیا ہے آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ وہ سات دریا ہیں عین الکبریت، عین الیمن، عین البرہوت عین الطبر یہ، عین السیدان، عین الافریقہ، عین الیا حوران اور کلمات سے ہم محمد وآل محمد مراد ہیں جن کے فضائل کا احصا نا ممکن ہے۔ (مناقب جلد ۵ ص)

حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور متوکل کا علاج

علامہ عبد الرحمٰن جامی تحریر فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام نظر بندی کی زندگی بسر کر رہے تھے متوکل کے بیٹھنے کی جگہ یعنی کمر کے نیچے جسم کے پچھلے حصہ میں ایک زبردست زہریلا پھوڑا نکل آیا ہر چند کوشش کی گئی مگر کسی صورت سے شفاء کی امید نہ ہوئی جب جان خطرہ میں پڑ گئی تو متوکل کی ماں نے منت مانی کہ اگر متوکل اچھا ہوگیا تو میں ابن الرضا کی خدمت میں مال کثیر نذر کروں گی اور فتح بن خاقان نے متوکل سے درخواست کی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں مرض کی کیفیت ابوالحسن سے بیان کر کے کوئی دوا تجویز کرالاؤں۔

متوکل نے اجازت دی اور ابن خاقان حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے سارا واقعہ بیان کر کے دوا کی تجویز چاہی، امام علیہ السلام نے فرمایا ''کسب غنم'' (بکری کی مینگنیاں) لے کر گلاب کے عرق میں حل کر کے لگاؤ، انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

وزیر فتح ابن خاقان نے دربار میں امامؑ کی تجویز پیش کی، لوگ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ امام ہو کر کیا دوا تجویز فرمائی ہے وزیر نے کہا اے خلیفہ تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے اگر حکم ہو تو میں انتظام کروں خلیفہ نے حکم دیا، دوا لگائی گئی، پھوڑا پھوٹا، متوکل کی آنکھ کھل گئی اور رات بھر پورا سویا تین یوم کے اندر شفاء کامل ہو جانے کے بعد متوکل کی ماں نے دس ہزار اشرفی کی سربمہر تھیلی امامؑ کی خدمت میں بھجوادی۔

(شواہد النبوت ص ۲۰۷، اعلام الوری ص ۲۰۸)

امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت

متوکل کے بعد اس کا بیٹا مستنصر پھر مستعین پھر ۲۵۲ ہجری میں معتز باللہ خلیفہ ہوا معتز ابن متوکل نے بھی اپنے باپ کی سنت کو نہیں چھوڑا اور حضرت کے ساتھ سختی ہی کرتا رہا یہاں تک کہ اسی نے آپ کو زہر دے دیا۔

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ آپ زہر سے شہید ہوئے ہیں۔

(سواعق محرقہ ص ۱۲۴، دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۴۸)

میں ہے کہ آپ نے انتقال سے قبل امام حسن عسکری علیہ السلام کو مواریث انبیاء وغیرہ سپرد فرمائے تھے وفات کے بعد جب امام حسن عسکری علیہ السلام نے گریبان چاک کیا تو لوگ معترض ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہ سنت انبیاء ہے حضرت موسیٰ نے وفات حضرت ہارون پر اپنا گریبان پھاڑا تھا۔

(دمعہ ساکبہ ص ۱۴۸ اجلاء العیون ص ۲۹۴)

آپ پر امام حسن عسکری نے نماز پڑھی اور سامرہ ہی میں دفن کئے گئے "انا للہ وانا الیہ راجعون"، علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات انتہائی کس مپرسی کی حالت میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہوئی انتقال کے وقت آپ کے پاس کوئی بھی نہ تھا۔

(جلاء العیون ص ۲۹۲)

آپ کی ازواج واولاد

آپ کی کئی بیویاں تھیں ان سے کئی اولادیں پیدا ہوئیں جن کے اسماء یہ ہیں امام حسن عسکری، حسین بن علی، محمد بن علی، جعفر بن علی، دختر موسومہ عائشہ بن علی۔

(ارشاد مفید ص ۵۰۲، صواعق محرقہ ص ۱۲۶ طبع مصر)

۞۞۞

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

نامِ نامی: حسن (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کنیت : ابو محمد

القاب : عسکری

والد محترم : امام علی نقی علیہ السلام

والدۂ محترمہ: سوسن

تاریخ ولادت: ۸ ربیع الاخر یا ۲۴ ربیع الاول

سن ولادت: ۲۳۲ ہجری قمری

جائے ولادت: مدینہ منورہ

تاریخ شہادت: ۸ ربیع الاول

سن شہادت: ۲۶۰ ہجری قمری

جائے شہادت: سامراء

سبب شہادت: معتمد نے زہر دلوایا

کل عمر : ۲۸ سال

مدفن : شہر سامراء

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ولادت

امام حسن عسکریؑ امام نقی کے سب سے بڑے فرزند ہیں اور امام زمان علیہ السلام کے والد گرامی ہیں آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام خلقت پر گیارہویں حجت، خلیفہ اور امام ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۳۱ یا ۲۳۲ھ ماہ ربیع الاول یا ربیع الثانی کو مدینہ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ انتہائی پاکیزہ و نیک خاتون تھیں جن کا نام حدیث میں نقل کیا گیا ہے۔ بعض نے آپ کی والدہ کا نام سوسن بھی ذکر کیا ہے۔

القاب، کنیت اور مدت امامت

آپ کا مشہور لقب عسکری ہے۔ آپ کو عسکری کہنے کی وجہ وہ محلہ ہے جس میں آپ رہا کرتے تھے۔ عباسی خلیفہ نے جب آپ کو جبری طور پر سامراء میں منتقل کیا تو آپ نے عسکری نامی محلہ میں سکونت اختیار۔ یہ محلہ شہر سامراء کا سب سے خستہ حال اور عقب ماندہ محلہ شمار ہوتا تھا۔ اس محلہ کے نام کی وجہ سے آپ کو عسکری کہا جانے لگا۔ امام عسکریؑ کے دیگر معروف القاب میں نقی، زکی، فاضل اور امین ہے۔ آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔

آپ کی عمر مبارک ابھی ۲۲ سال تھی کہ آپ کے والد گرامی امام نقی علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا آپؑ کی مدت امامت چھ سال ہے اور وقت شہادت آپ کا سن مبارک ۲۸؍سال تھا۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند امام مہدیؑ پانچ سال کی عمر میں منصب امامت پر فائز ہوئے۔ امام عسکری علیہ السلام کو ان کے گھر میں اپنے والد امام نقی کے پہلو میں دفنایا گیا۔

امام عسکری کا حلیہ مبارک اور ظاہری خصوصیات

امام عسکری علیہ السلام کے حلیہ مبارک کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ آپ کا رنگ گندمی، سیاہ آنکھیں، میانہ قد و قامت اور مناسب جسم کے مالک تھے۔ آپ کے زمانے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے قریش کے بزرگان اور اہل علم و دانش اپنے آپ کو آپ کے ماتحت اور تاثیر گذار قرار دیتے تھے۔تمام دوست و دشمن میں آپ کی بردباری بخشش،تقوی وزہد، ذکر وعبادت اور دیگر مکارم اخلاق کی شہرت تھی۔

سیاسی آگاہی

امام عسکری علیہ السلام سیاسی تحرکات میں شیعوں میں خاص اصحاب کا انگیزہ اور روحیہ بلند فرماتے اور شدید دباؤ اور سختیوں کے مقابلے میں صبر کا درس دیتے ۔ امام عسکری علیہ السلام کے وہ اصحاب جن کے پیش نظر امامت کو سر بلند کرنا اور تشیع کی حمایت تھی کو طرح طرح کی قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑتا جس کی وجہ سے ان کے نفس میں اضطراب پیدا ہوتا جسے امام عسکری علیہ السلام اپنے فرمودات اور خصوصی ربط و تعلق کا اظہار کر کے اطمینان وصبر وتحمل کا باعث بنتے، جیسا کہ مختلف اصحاب امام عسکری علیہ السلام کے حالات زندگی میں اس طرح کے واقعات دیکھنے کو ملتے ہیں اجتماعی ،سیاسی اور دینی وظائف کی انجام دہی میں جہاں بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے وہاں انتہائی صبر واستقامت اور استمرار سے مبارزہ کرنا ضروری قرار پاتا ہے جو مرکز امامت ، ذات وجود بابرکت امام معصوم علیہ السلام ممکن نہیں ہے تشیع کا امامت سے گہرا تعلق اور ربط ان تمام تکالیف و سختیوں کو جھیل کر دین کی بقاء اور نشر واشاعت کا باعث بنا۔

شیعوں کی مالی مشکلات دور کرنا

امام عسکری علیہ السلام کے مختلف واقعات جو ہم تک پہنچے ہیں ان میں ایک نمایاں ترین امر رونما ہوا وہ متضعفین و پریشان حال افراد کی معنوی اور مالی مدد کرنا ہے۔امام عسکری علیہ السلام کی خدمت میں نادار غریب افراد امید اور آس لگائے آتے اور امامؑ کے در

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سے اپنی ضرورت کو پورا کرتے ۔حتی بعض اصحاب مثل ابو ہاشم جعفری بارگاہ امامت میں اپنے مالی زبوں حالی کا تذکرہ کرنے سے حیاء کرتے تھے تو امام نے انہیں ۱۰۰ر دینار بھیجے اور فرمایا اگر تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تو ہمیں سے تقاضا کرتے ہوئے شرم وحیا کا احساس نہ کرو اور بے جھجک کہہ دیا کرو۔

شیعوں کو زبوں حالی کی وجہ عباسی ظالم جابر حکومت تھی جنہوں نے شیعوں پر اقصادی دباؤ برپا کر رکھا تھا اور انہیں معاشرے میں ابھرنے کا موقع فراہم نہیں ہونے دیتے تھے۔ایسے میں امام عسکری علیہ السلام کی طرف سے شیعوں پر مالی عنایات اور معنوی تربیت خصوصی پشت پناہی کا باعث بنتی۔

اللہ کے عنایت کردہ غیبی علم سے استفادہ

ائمہ معصومین اللہ تعالیٰ کے ساتھ خصوصی ربط اور تعلق رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر غیبی عنایات فرمائی ہیں ۔اسلام کی حقانیت اور امت اسلامی کے بلند مرتبہ مصالح و منافع کے لئے اسی غیبی عنایات سے ائمہ استفادہ کرتے ہیں اور ہر قسم کے اشتباہ، خطاء، قباحت اور لغزش سے پاک دومبرا رہتے ہیں ۔ائمہ کی پیشگوئیاں اور مختلف حوادث کی خردینا اور ہدایت سے اامت کا ہمکنار کرنا تخمینہ وظن کی بنیاد پر نہیں بلکہ الٰہی تعلیم کی بناء پر ہے امام عسکری علیہ السلام کی زندگی میں متعدد ایسے واقعات دکھائی دیتے ہیں جن میں آپ نے اسی غیبی منبع اور سرچشمہ الٰہی سے استفادہ کرتے ہوئے رہنمائی فرمائی ہے۔

امام ہادی نقی کی شہادت کے بعد حکومت وقت کا ظلم و جور مزید بڑھ گیا اور انہوں نے امامؑ اور شیعوں کی مزید نگرانی شروع کر دی ۔اس وجہ سے امام عسکری علیہ السلام کے لئے شیعوں سے رابطہ میں کئی قسم کی دشواریاں ایجاد ہوگئیں اور امامؑ کی زندگی خطرے میں گھرتی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

چلی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ امام نقی نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں وسیع پیمانے پر امام حسن عسکری علیہ السلام کا تعارف کروایا اور ان کی امامت کو شیعوں کے سامنے تاکیدی طور پر بیان کیا تا کہ شیعوں میں امام عسکریؑ کی امامت کے حوالے سے اختلاف پیدا نہ ہو اور مختلف گروہوں میں وہ تقسیم نہ ہوں۔لیکن اس کے باوجود بعض گروہ امام عسکری علیہ السلام کی امامت کے منکر ہو گئے۔

گمراہ گروہوں کے آشکار ہونے، شک وتردید میں مبتلا افراد کی رہنمائی اور اپنے اصحاب و شیعوں کی حفاظت کے لئے امام عسکریؑ کر برملا طور پر سامنے آنا پڑا اور خطرات سے گلے لگانے پڑے۔

امام عسکری علیہ السلام پر شدید دباؤ

عباسی حکماء ائمہ پر مسلسل دباؤ بڑھا رہے تھے اور امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کے بعد اس دباؤ میں شدت آئی تھی اور دباؤ امام جواد، امام ہادی اور امام عسکری علیہم السلام کے زمانے میں اپنے عروج کو پہنچا تھا۔گیارہویں امام کے زمانے میں اس دباؤ میں بہت زیادہ شدت لائی گئی تھی کیوں کہ امام رضاؑ کے زمانے میں شیعیان اہل بیت نے بہت زیادہ پیش رفت کی تھی اور ائمہ پر دباؤ کا سبب بھی یہی پیشرفت تھی۔امام عسکری کے زمانے میں پیروان آل محمد ایک بڑی طاقت میں تبدیل ہوئے تھے چنانچہ دباؤ میں بھی اسی تناسب سے شدت آئی تھی شیعیان آل محمد عباسی ملوکیت کو جائز حکومت نہیں سمجھتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ حکومت کا شرعی اور قانونی حق صرف آل محمد کے ائمہ کو ہی پہنچتا ہے۔اس زمانے میں خاندان آل محمد میں ممتاز ترین شخصیت، امام حسن عسکری کی تھی اور پھر متعدد روایات و احادیث سے ثابت تھا کہ ظالم اور استبدادی حکومتوں کو منہدم کر دینے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

والے بارہویں امام۔امام حسن عسکری کی ذریت سے ہونگے چنانچہ عباسی خلیفہ نے موسیٰ کی پیدائش کا راستہ روکنے کے لئے فرعون کے تمام کاموں کی تقلید کی اور ہر جنت سے امام کو زیرنگرانی رکھا۔

دشمن کا کردار

امام عسکری علیہ السلام اسی وقت سے محاصرے میں تھے جب امام ہادی کو عسکر میں نظر بند کیا گیا یوں آپ کی عمر کے ۲۰ سال محاصرے میں گذرے لیکن خبیث بادشاہت کے منحوس عزائم محض محاصرے اور نا کہ بندی سے پورے نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ قرآن کی طرح عترت یعنی خاندان محمد بھی کسی صورت میں دشمنوں کے ساتھ ساز باز نہیں کر سکتا تھا اور ان کی شمع ہدایت شیعیان عالم کے درمیان بجھنا محال تھا چنانچہ انہوں نے ائمہ سلف کی مانند امام حسن عسکری علیہ السلام کو کمزور کرنے کی نت نئے منصوبوں میں مصروف رہتے تھے اور آپ کو آزار و اذیت پہنچانے اور دشواریاں پیدا کرنے کے منصوبے بناتے رہتے تھے اور یوں امام و پیشوا سے فیض حاصل کرنے کے سلسلے میں پروان آل محمد کو بھی دشواریوں سے دو چار کرتے تھے۔

دشمن کی سازشیں

امام حسن عسکری علیہ السلام کے ایک بھائی کا نام جعفر تھا جس کو دشمن نے امام عسکری علیہ السلام کے خلاف استعمال کیا۔جعفر امام ہادی کے بڑے بھائی ہونے کے ناطے امامت کا دعویدار تھا اور امام عسکری علیہ السلام کی شہادت تک اسی دعوے پر قائم تھا۔بنی عباس بھی جو اصولا آل محمد اور ان کی امامت کے خونی دشمن تھے۔اس کو اپنے دعوے پر قائم رہنے کی ترغیب دلاتے رہتے تھے۔چنانچہ اس شخص کا عباسی بادشاہ کے دربار میں آنا جانا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تھا اور بادشاہ اور اس کے درباریوں کے کان بھرنے اور امام کو اذیت پہنچانے میں مصروف رہتا تھا۔

ناکام کوشش

معتمد عباسی سوچ رہا تھا کہ اپنے خیال خام میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگیا ہے اور اب اس کی بے لگام حکومت کے لئے کوئی خطرہ موجود نہیں لیکن اپنے اطمینان کے لئے دوسرے کاموں کو کرنا شروع کیا جو اس کی جاہ طلبی اور دنیاداری کی نشانی ہے کیونکہ اسے حضرت امام حسن عسکری کے فرزند ارجمند کی طرف سے خوف تھا۔ اس نے کچھ سپاہیوں کو حکم دیا کہ امام کے گھر میں وارد ہوں اور حضرت کے تمام مال و اسباب کی چھان بین کر کے ان پر مہر لگا دیں۔

دوسری طرف سے اس نے سن رکھا تھا کہ امام حسن عسکری کا ایک بیٹا باقی ہے تو وہ ان کی تلاش میں لگ گیا، اس نے کچھ دایہ کو حکم دیا کہ حضرت کی عورتوں اور کنیزوں کا معائنہ کریں اور اگر ان میں حمل کے آثار ہوں تو مطلع کریں۔ منقول ہے کہ ایک دایہ نے شک کیا کہ ایک کنیز حاملہ ہے جس کی وجہ سے خلیفہ کی طرف سے حکم ملا کہ اس کنیز کو زیر نظر رکھا جائے اور ''تحریر'' خلیفہ کا ایک خاص درباری اور پیشکار چند عورتوں کے ساتھ اس کنیز پر دھیان رکھیں تا کہ جو خبر دی گئی ہے اس کا سچ اور جھوٹ معلوم ہو سکے اس کنیز کو دو سال تک زیر نظر رکھا گیا لیکن آخر کار حمل کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا اور دی گئی خبر کا جھوٹ واضح ہوگیا۔

یہ وہ موقع تھا جب معتمد عباسی نے ظاہر کرنا چاہا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کا کوئی بیٹا موجود نہیں رہا تا کہ شیعہ لوگ حضرت کے بعد کے امام سے ناامید اور مایوس ہو جائیں، معتمد نے حکم دیا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی میراث کو ماں اور ان کے بھائی جعفر کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

درمیان تقسیم کر دیا جائے لیکن شیعہ حضرات اپنے مضبوط عقیدے پر باقی رہے کہ حضرت کا ایک فرزند باقی ہے جو منصب امامت کا عہدہ دار ہے اس لئے کہ بہت سے لوگوں نے امام حسن عسکری کے فرزند ارجمند کو پہلے دیکھا تھا۔

امام کی شہادت

امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کا دلسوز واقعہ بروز جمعہ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ ہجری کو پیش آیا اس وقت آپ کی عمر مبارک ۲۸ سال تھی جب کہ بعض نے نقل کیا ہے کہ آپ اپنے والد گرامی کے پانچ سال آٹھ مہینے اور تیرہ دن قید حیات میں رہے اور ۲۹ سال کی عمر میں آٹھ ربیع الاول ۲۶۰ ہجری کو شہید کر دیئے گئے۔

شہادت کے بعد کے واقعات

امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد مختلف قسم کے سنگین اور ناگوار حوادیث رونما ہوئے جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

(۱) عالم و جابر حکمرانوں کا امام عسکری علیہ السلام کے گھر کی تلاش لینا اور امام مہدیؑ کو گرفتار کرنے کی کوشش کرنا۔

(۲) امام عسکری کے شیعوں کو قتل کرنا، انہیں دھمکانا اور قید خانوں میں بے جا محبوس کر دینا اور طرح طرح کی اذیتیں و تکلفیں دینا شیخ مفید نے امام عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد شیعوں پر ہونے والے ظلم وستم اور مختلف قسم کی دھمکیوں اور زندانوں کی نظر کرنے کے واقعات کو تاریخ تشیع کے تلخ ترین لمحات قرار دیئے ہیں۔

(۳) شیعوں کے درمیان اختلاف اور باہمی نزاع کا ہونا۔

ایک کمر توڑ حادثہ جو امام عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد رونما ہوا وہ بعض شیعوں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے درمیان تفرقہ بازی ایجاد ہونا ہے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کی جانب سے پہلے ہی اس واقعہ کی پیشنگوئی کی جا چکی تھی۔ ابو غانم بیان کرتے ہیں کہ میں امام عسکری علیہ السلام سے سنا وہ فرماتے ہیں وہ سال جب امام عسکری علیہ السلام نے رحلت فرمائی اسی سال ۲۶۰ ہجری میں امام علیہ السلام کے پیروکار، دوستان اور چاہنے والوں میں تفرقہ ایجاد ہوگیا۔

شیعوں کا ایک گروہ اپنے آپ کو جعفر سے منسوب کرتا تھا۔ جعفر امام عسکری علیہ السلام کے بھائی تھے۔ جب کہ دوسرا گروہ جعفر کی امام میں مشکوک رہتا۔ بعض حیران و پریشان تھے کہ کس کی طرف رجوع کریں۔ لیکن بعض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ثابت قدم رہے اور کسی قسم کے شکوک وشہادت یا حیرانگی و حیرت میں مبتلا نہیں ہوئے اور اپنے دین پر ثابت قدم رہے۔

۞۞۞

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زندگانی حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف

نام نامی :	رسول خدا کے ہمنام محمد علیہ السلام
مشہور القاب:	مہدی موعود، امام عصر، صاحب الزمان
والد محترم :	امام حسن عسکری علیہ السلام
والدۂ محترمہ:	جناب نرجس خاتون
تاریخ ولادت:	۱۵ر شعبان
سن ولادت:	۲۵۵ ہجری یا ۲۵۶ ہجری ق
جائے ولادت:	سامراء تقریباً پانچ سال

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ولادت

امام زمانہ (عج) کی ولادت باسعادت عباسی خلیفہ معتمد کی حکومت کے دوران ۱۵ رشعبان ۲۵۵ ہجری کو سامراء میں ہوئی۔ امام زمانہ (عج) کی ولادت کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام نے دس ہزار رطل روٹی اور دس ہزار رطل گوشت تقسیم کیا اور تین سو دنبے عقیقہ کے طور پر ذبح کئے

نام کنیت اور القاب

شیعہ احادیث میں بارہویں امام کے لئے محمد، احمد اور عبد اللہ جیسے نام نقل ہوئے ہیں، لیکن آپ شیعیان اہلبیت کے درمیان مہدیؑ کے نام سے پہچانے جاتے ہیں جو آپ کے القاب میں سے ایک ہے۔ متعدد احادیث کے مطابق آپ اپنے جد امجد رسول اللہ کے ہم نام ہیں۔

آیۂ اہلبیتؑ میں سے بارہویں اور آخری امام کا نام "م ح م د" ہے کہ جو حضرت امام حسن عسکریؑ کے اکلوتے بیٹے ہیں ان کا معروف ترین لقب "مہدی" ہے اسی لقب کی وجہ سے آپ کو "امام مہدی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مختلف حدیثی، تاریخ، کلامی منابع اور دعا و زیارت میں شیعیانِ آل رسول کے بارہویں امام بہت سارے القاب اور کنیت سے متعارف کرائے گئے ہیں: محدث نوری نے اپنی کتاب نجم الثاقب میں تقریباً ۱۸۲ نام اور القاب ذکر کئے ہیں اسی طرح (نام نامہ حضرت مہدیؑ نامی کتاب) میں امام کے ۱۳۱۰ اسماء اور القاب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

محدث نوری نے یہ اسماء اور القاب ذکر کئے ہیں: مہدی، قائم، بقیۃ اللہ، منتقم، موعود، صاحب الزمان، خاتم الائمہ، خلیفۃ اللہ، صالح، صاحب الامر۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

امام زمانہؑ کے والد ماجد

شیعہ عقیدے کے مطابق امام زمانہؑ کے والد ماجد گیارہویں امام، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ہیں، اہل سنت نے بعض احادیث کے حوالے سے امام زمانہؑ کے والد کا نام عبداللہ ذکر کیا ہے لیکن شیعہ علماء نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

امام زمانہؑ کی والدہ ماجدہ

امام زمانہؑ کی والدہ ماجدہ کے متعدد نام ذکر ہوئے ہیں جیسے نرجس، سوسن، صقیل یا صیقل، حدیثہ، حکیمہ، ملیکہ، ریحانہ وخمط

امام زمانہؑ کے والد کی پھوپی

جناب حکیمہ خاتون امام جوادؑ کی بیٹی اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی، چار ائمہ کے ہم عصر اور شیعہ مآخذ کے مطابق امام زمانہؑ کی ولادت باسعادت کی راوی ہیں۔ امام زمانہؑ کی والدہ ان کے گھر میں تعلیم وتربیت کے زیور سے آراستہ ہوئی ہیں اور امام زمانہؑ کی ولادت باسعادت کی بہت سی روایات ان ہی سے نقل ہوئی ہیں۔

امام زمانہؑ کی دادی

امام زمانہؑ کی دادی اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ ہیں جنہیں روایات میں اسی نام سے پکارا گیا ہے: امام زمانہؑ کی دادی: مآخذ کے مطابق امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد، شیعیان اہل بیت کے امور ان ہی کے سپرد تھے اور انہوں نے تشیع کے تحفظ میں اہم کردار ادا کیا۔

جعفر کذاب

جعفر بن محمد امام زمانہؑ کے چچا تھے جنہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے بعد، امامت کا دعویٰ کیا اور اسی بنا پر جعفر کذاب کہلائے حدیث کی کتابوں میں انہیں فسق و فجور میں مبتلا اور گناہان کبیرہ کا مرتکب قرار دیا ہے۔

انہوں نے نہ صرف امامت کا دعوی کیا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے جانشین کو جھٹلایا، بلکہ وقت کے حکمرانوں کو بارہویں امام کے خلاف اکسایا اور وہ اپنی عمر کے آخری ایام تک اپنے دعوے پر اصرار کرتے ہوئے اپنے آپ کو امام سمجھتے رہے، اور بعض روایات کے مطابق انہوں نے اپنے دعوے کو ترک کر کے توبہ کی اور شیعہ اس کو جعفر کذاب کے بجائے جعفر تائب کہہ کر پکارتے تھے۔ خلفائے بنی عباس، پیغمبر اور ائمہ کی روایات و احادیث کی رو سے بخوبی جانتے تھے کہ بارہویں امام "مہدی" ہی ہیں، چنانچہ انہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام اور آپ کے گھر پر پہرے دار معین کئے۔ مورخین کا کہنا ہے کہ معتمد عباسی نے دائیوں کو حکم دیا تھا کبھی کبھی ناگہانی طور پر اور بن بلائے سادات کے گھروں خاص طور پر امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر میں داخل ہو جایا کریں اور گھروں کی تلاشی لیا کریں اور آپ کی زوجہ مکرمہ کے حالات سے آگاہ ہو کر دربار کو خبر دیا کریں۔

ایک کنیز بنام "ثقیل" نے گویا امام زمانہؑ کی جان کی حفاظت کی خاطر حاملگی کا دعوی کیا تھا جس کو دو سال تک نظر بند رکھا گیا اور جب حکومت وقت اس کی عدم حاملگی سے مطمئن ہوئی تو اس کو رہا کر دیا ولادت امام زمانہؑ کو تمام لوگوں سے خفیہ رکھا گیا۔ روایات میں بھی اس موضوع اور اس کے دلائل کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ امام سجادؑ فرماتے ہیں: ہمارے قائم کی ذات میں انبیاء کی سنتیں ہیں۔ ولادت کا مخفی ہونا اور ان کا لوگوں سے دور رہنا ابراہیمؑ کی سنت ہے۔ نیز امام صادقؑ فرماتے ہیں: "صاحب الامر کی ولادت خلائق سے پوشیدہ ہے یہاں تک کہ ظہور کریں ولادت مخفی بھی اس لئے ہے تا کہ آپ پر کسی کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بیعت نہ ہو۔

شیخ مفید کی رائے ہے کہ "اس دور کے مشکلات و مسائل اور اللہ کی آخری حجت کی ولادت کی خبر پانے کے لئے سلطان وقت کی وسیع تلاش اور بے تحاشا کوششوں کے پیش نظر، آپ کی ولادت کو عام لوگوں سے خفیہ رکھا گیا۔

تاریخ میں ولادت کا خفیہ رکھا جانا بے مثال نہیں ہے بلکہ مروی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی ولادت کو بھی خفیہ رکھا گیا تھا کیونکہ بادشاہ وقت کی طرف سے ان کے قتل کئے جانے کا خدشہ تھا۔ یا پھر قرآن کریم کی سورہ قصص کی آیات ۷ سے ۱۳ تک میں موسیٰؑ بن عمران کی ولادت کی روداد بیان کرتے ہوئے ان کی ولادت کو خفیہ رکھے جانے کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

ولادت کے چشم دید گواہ

جناب حکیمہ خاتون کے علاوہ، امام حسن عسکری علیہ السلام کی دو کنیزیں نسیم اور ماریہ بھی آپؑ کی ولادت کے عینی شاہدین میں شمار ہوتی ہیں، شیخ صدوق اور شیخ طوسی نقل کرتے ہیں: نسیم اور ماریہ کہتی ہیں کہ "صاحب الزمانؑ ماں کے بطن سے دنیا میں آئے تو آپ نے دونوں گھٹنے زمین پر رکھے اور دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں آسمان کی طرف بلند کیں اور پھر آپ نے چھینک ماری اور فرمایا:

الحمد الله رب العالمين و الحمد لله رب العالمين وصلى الله على محمد صلى الله و اله

ستمگر سمجھ بیٹھے ہیں کہ گویا اللہ کی حجت فنا ہو چکی ہے اگر ہمیں کلام کرنے کا اذن ہوتا تو شک زائل ہو جاتا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سکونت، غَیبت کے دوران

بعض روایات اشارہ کرتی ہیں کہ غَیبت کے دوران آپ کا مسکن نامعلوم ہے اس کے باوجود بعض دیگر روایات کے مطابق آپؑ ذی طوی، کوہ رضوی اور طیبہ (مدینہ) میں سکونت رکھتے ہیں۔ چونکہ غَیبت صغریٰ کے دوران نواب اربعہ آپ کے ساتھ رابطے میں تھے چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ غَیبت کا ایک عرصہ آپؑ نے عراق میں گذارا ہے۔ بعض مآخذ نے ایک داستان کی رو سے لکھا ہے کہ آپ غَیبت کبریٰ کے زمانے میں جزیرہ خضراء میں سکونت پذیر ہیں جس کو بعض شیعہ علماء نے شک وتردد کی نگاہ سے دیکھا ہے اور اس کے نقد میں کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

ابن قیم جوزی اور ابن خلدون نے الزام لگایا ہے کہ "شیعہ" معتقد ہیں کہ امام زمانہؑ غَیبت کے دوران سرداب میں رہتے ہیں اور وہیں سے ظہور فرمائیں گے۔ لیکن شیعہ اعتقادی کتب میں اس طرح کا کوئی عقیدہ نہیں ملتا اور ان کے نزدیک اس مقام کے تقدس کا سبب یہ ہے کہ یہ امام عسکری علیہ السلام کے زمانے میں بارہویں امامؑ کا مسکن اور مقام عبادت تھا۔

امام زمان سے منسوب مقامات

بعض مقامات امام مہدیؑ سے منسوب ہوئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ شیعہ غَیبت کبریٰ کے زمانے میں آپ سے راز و نیاز کرنے کے لئے ان مقامت پر حاضر ہوتے ہیں: سرداب غَیبت، مسجد سھلہ، ذی طویٰ، کوہ رضوا، وادی السلام،

امام زمانہؑ کی عمر

امام زمانہؑ ۲۵۵ ہجری میں پیدا ہوئے جس کے بعد آج تک بارہ صدیاں گذر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

رہی ہیں۔عمر کی یہ طوالت انسانوں کی معمولی عمر سے مطابقت نہیں رکھتی۔شیعہ متکلمین نے امام زمانہ علیہ السلام کی عمر طوالت کی عام انسانوں کے عمر سے عدم مطابقت کے سلسلے میں اٹھنے والے سوالات کے مختلف جوابات دیئے ہیں:

عقلی جوابات

اعجاز: امام زمانہؑ کی عمر کی طوالت اعجاز کی بنا پر ہے اور خوارق عادات میں سے ہے اللہ کا ارادہ انسان کی عمر کی طوالت اور دوام پر ٹھہر سکتا ہے اور اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔انسان کا نفس جسم کا انتظام کرتا ہے اور اس پر تسلط رکھتا ہے۔اگر انسان کا نفس اس قدر طاقتور ہو جو انتظام کے ساتھ جسم پر ولایت بھی رکھتا ہو تو وہ انسان کے جسم کو طویل عرصے تک زندہ رکھ سکتا ہے۔

بقا انسان میں ذاتی طور پر ممکن ہے اور عدم بقا عارض ہونے والے امور کا نتیجہ سمجھی جاتی ہے۔عارضی امور بھی ممکن العدم ہیں اور ان کا نہ ہونا اور معدوم ہو جانا ممکن ہے تو اگر عارضی امور و اسباب نہ ہوں تو بقاء حاصل ہے۔

تاریخی روایات اور ان کے واقع ہونے کے پیش نظر، ایک شئی کے امکان کی اعلیٰ ترین دلیل اس کا واقع ہونا ہے۔مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ادریس، حضرت الیاس، حضرت خضر اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام زندہ ہیں جب کہ ان کی عمریں امام زمانہؑ کی عمر سے کئی گنا زیادہ طویل ہے۔

تاریخی نمونے

''ابو حاتم سجستانی'' نے اپنی کتاب المعمرون والوصایا میں ان افراد کا تذکرہ کیا جن کی عمر غیر معمولی اور بہت طویل تھیں، شیعہ متکلمین میں شیخ صدوق نے کتاب کمال

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

الدین میں، کراجکی نے البرہان علی صحۃ طول عمر الامام الزمان میں طول عمر سے متعلق سوالات کا جواب دینے کے لئے "باب المعمرین" میں دسیوں معمر افراد کا تذکرہ کیا ہے۔

آسمانی کتب

تورات انجیل اور قرآن میں ایسے انسانوں کا تذکرہ آیا ہے جن کی عمریں بہت طولانی اور غیر معمولی تھیں۔ قرآن نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا عرصہ ۹۵۰ سال بتایا ہے اور سابقہ امتوں میں طویل زندگیوں کی خبر دی ہے۔

روایات

بعض روایات و احادیث میں بھی امام زمانہؑ کی طویل عمر کی طرف اشارے ہوئے ہیں: منجملہ: امام سجادؑ نے فرمایا ہے کہ "ہمارے قائم کے پاس پیغمبروں کی بعض سنتیں ہیں۔۔۔۔آدم اور نوح سے آپؑ کو ملنے والی سنت طویل العمری ہے۔

امام صادق علیہ السلام بھی امام زمانہ علیہ السلام کو ابراہیم سے تشبیہ دیتے ہیں جو ۱۲۰ سال کی عمر میں ۳۰ سالہ نوجوانوں کی طرح تھے۔

امام حسن مجتبیٰؑ سے مروی ہے کہ خداوند متعال میرے بھائی امام حسینؑ کے نویں فرزند کو طویل عمر عطا فرمائے گا اور پھر آپ کو اپنی قدرت سے ۶۰ سال سے کم عمر کے نوجوان کی صورت میں ظاہر فرمائے گا۔

ظہور امام زمانہ

قرآن کریم نے امام زمانہ کے ظہور کی نشانیوں پر روشنی ڈالی ہے شیعہ روایات کے مطابق ظہور کی آمد پر دنیا کی تین اہم خصوصیات ہیں۔

① ظلم و ستم پھیل جائے گا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۲ سفیانی اور نواصب کا خروج

۳ امام زمانہ علیہ السلام کے وہ اولیاء اور اصحاب جو اسلامی سرزمینوں میں آپ کی یاد اور آپؑ کے نام کو زندہ رکھتے ہیں اور دنیا بھر میں پھیلا دیتے ہیں۔

❁❁❁

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com